سرکاری رپورٹ

آٹھواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس

منعقدہ دوشنبہ مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۸۹ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	۱
۲-	رخصت کی درخواستیں۔	۲
۳-	کمرشل اکاؤنٹس برائے سال سنہ ۱۹۸۵-۱۹۸۶ء اور آڈیٹر جنرل پاکستان کی رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا۔	۳
۴-	بجٹ برائے سال سنہ ۱۹۸۸-۸۹ء پر عام بحث۔	۳
۵-	وزیر خزانہ کی تقریر۔	۱۷
۶-	قائد ایوان کا خطاب۔	۲۷

جلد سوم

شمارہ پنجم

بلوچستان صوبائی اسمبلی
کا

اجلاس بروز دوشنبہ (پیر) مورخہ ۲۰ فروری ۱۹۸۹ء بمطابق ۱۳ رجب المرجب ۱۴۰۹ ھجری، بوقت گیارہ بجکر پندرہ منٹ صبح زیر صدارت میر محمد اکرم بلوچ، اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ از اخوندزادہ عبدالمتین۔

تلاوت کلام پاک وترجمہ

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝
وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۭ فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۝

ترجمہ :-

اور آپ فرما دیجئے کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔ بلاشبہ باطل بھاگنے ہی والا ہے۔ اور ہم جب قرآن نازل کرتے ہیں۔ تو اہل ایمان کے لئے اس میں شفا اور رحمت ہے، اور جو لوگ قرآن کا انکار کرتے ہیں۔ تو ان کو اس سے سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں پہنچتا۔

اور ہم جب انسان پر کوئی انعام اتارتے ہیں، تو وہ اس کو بھول جاتا ہے اور پیٹھ پھیر لیتا ہے اور جب کوئی برائی پہنچتی ہے۔ تو مایوس ہو جاتا ہے۔

آپ فرما دیجئے کہ ہر شخص اپنے طریقہ پر عمل کرتا ہے۔ تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون ہدایت پر ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۝

رخصت کی درخواستیں

جناب اسپیکر تلاوت قرآن پاک کے بعد ہم باقاعدہ کارروائی شروع کرتے ہیں میں سیکرٹری اسمبلی سے کہونگا کہ وہ رخصت کی درخواستیں ایوان میں پیش کریں

مسٹر اختر حسین خان میر دوست محمد، محمد حسن صاحب کی درخواست ہے
سیکرٹری اسمبلی کہ وہ ذاتی معروفیات کی وجہ سے اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہذا ان کے حق میں آج اور تا اختتام اجلاس رخصت منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کیا جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی۔)

سیکرٹری اسمبلی مسٹر سعید احمد ہاشمی صاحب، وزیر زراعت و قانون فرماتے ہیں کہ وہ ضروری سرکاری کام کے سلسلہ میں اسلام آباد جا رہے ہیں لہذا ان کو مورخہ ۲۰ اور ۲۱ر فروری ۱۹۸۹ء کے اسمبلی اجلاس سے رخصت دی جائے۔

جناب اسپیکر سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی سردار محمد خان باروزئی صاحب کی درخواست ہے کہ وہ ذاتی معروفیات کی بنا پر اسمبلی کے اجلاسوں میں شریک نہیں ہو سکتے۔ لہذا ان کے حق میں آج تا اختتام اجلاس رخصت منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی مسٹر ظہور حسین کھوسہ صاحب اپنی ذاتی معروفیات کی وجہ سے ۲۰ اور ۲۱ فروری ۱۹۸۹ء کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے اور فرماتے ہیں کہ ان کے حق میں مذکورہ دو دن کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور کی گئی)

حکومت بلوچستان کے کمرشل اکاؤنٹس برائے سال ۱۹۸۵ء ۸۶ اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب اسپیکر اب وزیر خزانہ بلوچستان کے کمرشل اکاؤنٹس برائے سال ۱۹۸۵ء ۸۶ اور اس پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھیں گے۔

مولوی عصمت اللہ۔ وزیر خزانہ جناب اسپیکر! آپکی اجازت سے میں کمرشل اکاؤنٹس برائے سال ۱۹۸۵ء ۸۶ حکومت بلوچستان اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھتا ہوں

بجٹ برائے سال ۱۹۸۸-۸۹ء پر عام بحث

جناب اسپیکر :- مذکورہ اکاؤنٹس ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔ اب بجٹ برائے سال ۱۹۸۸-۸۹ پر عام بحث کا آغاز ہوتا ہے۔ میں اپنے پاس موجودہ نام بالترتیب پڑھوں گا جس کے مطابق معزز اراکین اظہار خیال فرماتے جائیں گے۔ سب سے پہلے میں بشیر مسیح صاحب سے کہوں گا کہ وہ بولیں۔

مسٹر بشیر مسیح :- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ محترم اسپیکر صاحب! جو بجٹ ایوان میں پیش کیا گیا ہے اسے عوامی نمائندوں نے تیار نہیں کیا لیکن پھر بھی ہم اس کی حمایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو منظور کیا جائے اس پر میرے بعض دوستوں نے اظہار خیال بھی فرمایا ہے ہم سب نے سنا جس طرح منتخب ممبروں نے اپنے علاقوں کی ڈیمانڈز کے

بارے میں کہا۔ اس طرح ہماری اقلیت اور خاص طور پر مسیحی اقلیت کے بھی چند مسائل ہیں جن کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر! یہاں صدیوں سے جو مسیحی اقلیت آباد ہے اور بلوچستان کی خدمت کر رہی ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ آج تک ان کو لوکل قرار نہیں دیا گیا۔ یہ ہمیشہ سے ڈومیسائل یا کچھ اور کہلاتے ہیں یا جناب والا! انکو دوسرے درجہ کا شہری کہا جاتا ہے۔ سن ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کا ایک گزٹ جاری ہوا تھا جس میں یہ حکم دیا گیا تھا جس میں واضح کیا گیا تھا کہ اتنے سالوں سے جو بلوچستان میں ہیں وہ لوکل قرار دیئے جائیں گے۔ لیکن آج تک اس پہ کوئی حکم یا آرڈر نہیں دیا گیا۔

جناب اسپیکر! میں نے ۱۹۸۵ء میں اسمبلی میں عرض کیا تھا کہ ہم مسیحی اقلیت صدیوں سے یہاں آباد ہیں لیکن ڈومیسائل کی مصیبت ہے خدا کے لیئے ہمیں لوکل قرار دیا جائے جس طرح دوسری اقلیتوں کو یہاں لوکل قرار دیا گیا ہے جس طرح وہ یہاں خدمت کر رہے ہیں اسی طرح ہم بھی بلوچستان کی خدمت کر رہے ہیں اس لیئے میں آج دوبارہ یہی گذارش کروں گا کہ ہماری مسیحی اقلیت کو لوکل قرار دیا جائے۔ جناب اسپیکر! جو لوگ ایک رات یہاں رہتے ہیں دوسری صبح وہ لوکل ہو جاتے ہیں۔

جناب والا! صرف ایکدن یہاں رہتے ہیں اور لوکل ہو جاتے ہیں جبکہ ہم غریب یہاں صدیوں سے آباد ہیں لیکن آج تک ہمیں لوکل قرار نہیں دیا گیا۔ میں اس معزز ایوان کی وساطت سے محترم لیڈر آف دی ہاؤس سے استدعا کروں گا کہ جیسا کہ قائداعظم نے فرمایا تھا کہ اس ملک میں پانچ فیصد ملازمتیں اقلیتوں کو دی جائیں گی لیکن آج تک اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا بلکہ بعض محکموں میں ہم صفر کے برابر بھی نہیں۔ ہمارے ہندو، مسیحی اور دیگر اقلیتوں کو ایک فیصد یا آدھا فیصد ملازمت نہیں دی جاتی۔

جناب اسپیکر! اقلیتی برادری بعض بچوں کے لیئے ایک سیٹ بی ایم سی میں تھی لیکن

جنرل رحیم الدین صاحب کے دور میں نہ جانے یہ سیٹ کیوں لے لی گئی اور ہم سے چھین لی گئی اسطرح انجینئرنگ کالج میں بھی ہمارے لیئے سیٹ رکھی جائے تاکہ ہمارے نوجوان بیروزگار نہ رہیں اسلیئے میری استدعا ہے کہ مسیحی اور دیگر اقلیتوں کے لیئے میڈیکل اور انجینئرنگ کالجوں میں سیٹیں ضرور رکھی جائیں ۔

جناب والا ! ہمارے بے روزگار اور خصوصاً مسیحی نوجوان ڈاکٹرز ہیں جو دوسرے صوبوں میں جاکر روزگار تلاش کرتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں لیکن ہمارا نجی ہسپتال ہے ان مسیحی ڈاکٹروں پر بلوچستان کا پیسہ خرچ ہوا ہے اس کے علاوہ خواتین ہیں ان کو روزگار مہیا کریں کیوں کہ ہمارے مسیحی دوسرے صوبوں میں خدمت کر رہے ہیں

جناب والا ! ہمارا ایک اور بڑا مسئلہ مسیحوں کی رہائشگاہ کا ہے ۔ وہ قبرستان میں رہ رہے ہیں مارشل لاء گورنمنٹ نے ان کو دھکے دے کر گھروں سے نکالا اور در بدر کیا یہ بیچارے دو سال سے بے ل قبرستان میں شامیانے لگا کر رہائش پذیر ہیں ان میں بچے بھی بوڑھے بھی ہیں سردی کی وجہ سے فوت بھی ہو گئے ہیں۔ سنٹرل حکومت نے بیس لاکھ روپے بھیجے بھی تھے لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے وہ اس محکمہ یعنی کارپوریشن میں جہاں ٹینڈر ہوتے ہیں پھر کینسل ہو جاتے ہیں دوسری طرف ان کی کیا حالت ہے آپ تو گرم کپڑے پہنتے ہیں ہیٹر لگا کر سوتے ہیں لیکن وہ غریب لوگ قبرستان میں شامیانوں میں پڑے ہوئے ہیں آج سال ہو گیا ہے چیئرمین سے دس بیس دفعہ کہا ہے حکام بالا سے کہا پتہ نہیں اس کا کیا حل ہوگا پیسہ کہاں چلا جائیگا ؟

جناب اسپیکر ! اس طرح ژوب میں پچھلے ہفتے میں نے دورہ کیا اور اپنی برادری سے ملا کیوں کہ وہاں میری اچھی خاصی برادری ہے انہوں نے تیس سال تک وہاں خدمت کی لیکن ان کو پنشن ابھی تک نہیں ملی ان کے بچے ہیں وہ مانگ کر گزارہ کر رہے ہیں میں نے ٹاؤن کمیٹی والوں سے پوچھا کہ بتاؤ کیا بات ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں ان کی اسی نوے ہزار روپے پنشن ہے بہر حال میں نے چیئرمین سے بھی پوچھا وہ کہتے ہیں کہ

پیسہ نہیں ہے لہٰذا میں ایوان کے توسط سے استدعا کروں گا اپنے قائد ایوان سے کہ ان غریبوں کو پنشن دلائی جائے۔ جو بڑی تکلیف دہ زندگی بسر کر رہے ہیں ۔

جناب اسپیکر : اسی طرح میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمارے نوجوان کے لیئے دو سیٹیں پولی ٹیکنیک دو سیٹیں ایگریکلچر کالج میں اس طرح خضدار کے انجینئرنگ کالج میں بھی ایک اور سیٹ دی جائے اس طرح میں سمجھتا ہوں کچھ نہ کچھ روزگار ہمارے نوجوانوں کو مل سکتا ہے۔

جناب والا ! بلوچستان کی مثال ایک انسانی جسم ہے اگر یہاں کا ایک حصہ بھی تکلیف میں ہوگا تو ہم سب کو اس کی تکلیف ہوگی۔ میرے کچھ ممبر صاحبان نے اپنے اپنے علاقوں کے لیئے کہا۔ چاہے وہ خضدار کے تھے۔ گوادر یا خاران اور پسنی کے تھے چونکہ جسم ایک ہے لہٰذا تکلیف بھی سارے جسم کو ہوتی ہے اس لیئے میری عرض ہے وہ تمام جائز باتیں جو ممبر صاحبان نے کی ہیں انہیں پورا کریں۔

جناب اسپیکر ! بلوچستان کو اب ایک اچھا سرجن ملا ہے میں اپنے اس ماہر سرجن سے عرض کروں گا کہ اس جسم میں جو ناسور ہے اس کو اپنے زبردست نشتر سے صاف کریں۔ تاکہ ہمارا یہ بلوچستان ایک اچھا جسم بن سکے۔ گو کہ صوبہ بلوچستان میں اتنے مسائل نہیں ہیں لیکن دیکھا گیا ہے جب ایک اچھا سرجن آجاتا ہے یعنی اچھا لیڈر آجاتا ہے جس طرح جسم سے سرجن آپریشن کرکے ناسور دور کر دیتا ہے اسی طرح ایک اچھا لیڈر معاشرے میں جو ناسور ہوتے ہیں ان کو دور کرتا ہے۔ اس معاشرے میں کیا ناسور ہے؟ اس میں رشوت ہے سمگلنگ ہے نشہ بازی کا ناسور ہے اور بہت ناسور ہیں میں اپنے لیڈر آف دی ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ ایسے ناسور جنہوں نے ہمارے بلوچستان کو داغدار کیا ہوا ہے اس کو دور کر کے ایک اچھا جسم یعنی بہتر صوبہ بنا دے۔ جناب اسپیکر ! میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع دیا ہے۔ تاکہ میں اپنے مطالبات پیش کرسکوں۔

جناب اسپیکر : میں جناب شبیر مسیح کے بعد مولانا عطا اللہ کو تقریر کرنے کا موقع دیتا ہوں

مولانا عطا اللہ :- جناب والا بجٹ پر بحث کرنے کے لیئے آج آخری دن ہے میں بھی اس موقع پر کچھ اپنے خیالات کا اظہار کروں گا اور صوبے کے مسائل کا اجمالاً ذکر کروں گا۔ اب میں صوبے کے مسائل جو اہم ہیں جن میں قومی شاہراہیں آبپاشی و آبنوشی، صحت، بجلی، زراعتی ترقی تعلیم کا تذکرہ کروں گا کہ اس پسماندہ صوبے کو ان اشیاء کی شدید ضرورت ہے لیکن یہاں پر یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ صوبے کے بعض علاقے پسماندگی کے لحاظ سے بہت آگے ہیں مثلاً ضلع قلات میں کپوتو، لہڑی کوھک، ہنیروغ، زہک ایسے علاقے ہیں کہ جہاں اٹھارہ بیس میل تک کی مسافت سے لوگ پینے کا پانی بڑی مشقت سے لاتے ہیں بعض اوقات یہ لوگ ایکدوسرے سے پینے کا پانی قرض پر حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن دستیاب نہیں ہوتا۔ جو اس معزز ایوان کے لیئے لمحہ فکریہ ہے میرے حلقہ انتخاب میں کافی علاقے شامل ہیں جن میں آٹھ سے دس ہزار تک افراد کے گاؤں ہیں لیکن وہاں آبنوشی کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے اس مسئلے کو اس طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے کہ چند گاؤں کو باہم ملا کر ان کے درمیانی گاؤں میں آبنوشی کی سہولتیں بہم پہنچائی جا سکتی ہیں۔ اس سلسلے میں تحصیل کردگاپ کے شیخ مل کلی پسند خان بیشکی مینگی قابل ذکر ہیں۔ سب تحصیل منگوچر زرد عبداللہ کلی گوھر خان ریچھ جمبدزئی، محمد گہرام کلی خراسانی سالارزئی وغیرہ کے علاقے آبنوشی کے مسئلے سے سخت دوچار ہیں۔ تحصیل قلات میں بیچارہ محمد کے علاوہ چیپر یوسف زئی احساس محرومی کی زد میں ہیں کہ وہاں بھی یہ سہولیات نہیں ہیں۔

زراعت :- جناب والا! زراعت کے میدان میں یہ عرض ہے کہ ضلع قلات بلوچستان کے اکثر اضلاع کی برنسبت ایک زرخیز علاقہ ہے لیکن افسوس کہ پانی کی سطح مسلسل گرتی جا رہی ہے علاقے کے زمیندار انتہائی پریشانی کا شکار ہیں جناب

میری گذارش ہے کہ ضلع قلات میں زیادہ ڈیم بنا کر سیلابی پانی کو ذخیرہ کیا جائے تاکہ سطح آب بلند ہو سکے اس کے علاوہ زمینات سے زرعی زمین سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے اور زیر زمین پانی کو بروئے کار لانے کے لئے علاقے کے زمینداروں کو بورنگ کی سہولت میسر کی جائے تاکہ وہ صوبے کی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں ۔

بجلی :۔ جناب والا ! بجلی سے متعلق مسائل اور میری آراء یہ ہیں کہ واپڈا کا محکمہ
—— علاقے کے زمینداروں کی حوصلہ شکنی میں پیش پیش ہے یعنی فصلات کی تیاری کے دوران بھی معمولی معمولی بہانوں سے ان کے ٹرانسفارمر اتروانا ایک معمول ہے اور پھر ان سے من ملانے جرمانے وصول کر کے رشوتیں لے کر بڑی منتوں سماجتوں کے بعد ٹرانسفارمر ان کے حوالے کرتے ہیں جو ایک انتہائی ظالمانہ حرکت ہے صوبائی حکومت اس سلسلے میں اقدامات کرے
منگوچر گرڈ سٹیشن بلوچستان کا سب سے بڑا گرڈ اسٹیشن ہے نہ اس میں بھی لائن مینوں کی تعداد برابر ہے اور نہ ہی ان کے پاس گاڑی ہے تاکہ وہ بروقت خراب شدہ لائنوں کی مرمت کر سکیں ۔

جناب والا ! بجلی سے متعلق ایک اور گذارش ہے کہ سب تحصیل چھپان سب تحصیل گزک اور قلات تحصیل میں محمد تاوہ نیچارہ بیدیان کوتو ہڑی دشت اور سمرغ کے علاقے بجلی سے یکسر محروم ہیں باقی علاقوں میں کئی ایسے علاقے اور گاؤں میں موجود ہیں جن میں کھمبے تو موجود ہیں لیکن دو دو تین تین سال گذر جانے کے باوجود ان کو ٹرانسفارمر نہیں دیئے گئے بعض گاؤں ایسے ہیں کہ وہاں بالکل بجلی کی لائین قریب سے گذرتی ہے اور وہ اندھیری راتوں میں آہ سرد نکالتے رہتے ہیں ۔ مثال کے طور پہ کلی حاجی رشید احمد کلی آدم زئی کلی نگر کلی کورکن صدیر کلی میر محمد حیات حاجی نور اللہ کلی دودنگی بارنجی کلی ابابکی جگر پکل میر امان اللہ موخر الذکر تین گاؤں میں کھمبے اور تار نصب ہیں ٹرانسفارمر نہیں ہیں ۔

صحت کے شعبے میں سب تحصیل گرد گاپ کے علاقے اور کلی شیخ اور سپنگی میں ڈسپنسری

کلی زرد عبداللہ کلی گوھر خان جمندزئی کارجاپ میں بھی بنیادی سہولت فراہم کرنا فرض ہے۔

سڑکوں کے سلسلے میں تیجارہ پندران روڈ محمد تاوہ جوھان گزک منگچر نعمرزئی منگچر کردگاپ منگوچر جاہ مست منگوچر کردگاپ تا پنکی کو پختہ کرانے کے مطالبات شامل ہیں۔ ان کو بھی بجٹ میں شامل کیا جائے۔ شکریہ کے ساتھ میں اپنے محترم وزیراعلیٰ نواب محمد اکبر خان بگٹی سے یہ بھی عرض کروں گا کہ جیسا کہ نواب محمد اسلم رئیسانی صاحب نے کہا ہے کہ مستونگ کی آبادی بہت زیادہ ہے لہٰذا اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ خانزئی کاریزات پر مشتمل بھی ایک اور ضلع بنایا جائے شکریہ۔ وآخر دعوٰنا الحمد للہ رب العالمین

جناب اسپیکر:- اس بجٹ پر بہت سے ارکان بول چکے ہیں خصوصاً اپوزیشن ______ کے تمام ارکان بول چکے ہیں اب ڈاکٹر عبدالمالک صاحب اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

ڈاکٹر عبدالمالک (وزیر صحت): جناب اسپیکر اور معزز اراکین اسمبلی۔ ______ خوش قسمتی سے یا بدقسمتی سے وزارت کی جو لاٹری میرے نام پر نکلی ہے وہ محکمہ صحت ہے جس کا واسطہ انسانوں سے ہے اور وہ انسان جو بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ جناب والا! تفصیل میں جانے سے پہلے میں ذرا وضاحت کرتا چلوں کہ صحت مند ہم کس کو کہتے ہیں اور صحت کیا چیز ہے کیا صحت مند ہم اس کو کہتے ہیں جو لنگڑا لولا نہ ہو؟ یا وہ کسی بیماری کا شکار نہ ہو؟ میں ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے سمجھتا ہوں اور جو تعریف صحت مند کی ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے کی ہے وہ کچھ یوں ہے۔ یعنی صحت مند وہ ہے جو جسمانی طور پر، معاشی طور پر، اور فزیکلی صحت مند ہو۔ اب اس معیار یعنی کریٹریا کو یا اس تعریف کو مدِنظر رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں بہت کم لوگ صحت مند تصور کیے جائیں گے کیونکہ جب سے یہ ملک بنا ہے یہاں بخصوص بالادست طبقے نے یہاں کے لوگوں کو طبی سہولتوں سے محروم رکھا ہے اور تمام سہولتوں کو اپنے لیئے مخصوص رکھا ہے اگر ہم اس امر کو مجموعی طور پر

دیکھیں کہ ریاست یا حکومت کا اوّلین فرض بنتا ہے کہ وہ ہر ایک کو ہر شہری کو مکمل طور پر صحت کے لیئے سہولیات مہیا کرے اور میں ذرا اور تفصیلات میں جاؤں تو ہمارے ملک میں صوبے میں جو صحت کے لیئے بجٹ منظور کیا گیا ہے وہ ایک فرد کے لیئے اعشاریہ سات ہے۔ اگر ہم اس کو آبادی کے لیئے پھیلائیں تو ہر ایک آدمی کے حصّے میں صرف آٹھ روپے ہی آتے ہیں اور اس آٹھ روپے میں تو آپ سادہ پیراسیٹامول لے سکتے ہیں۔ وہ بھی تکولیس کی نہ ہوں گی۔ اس بجٹ کے ساتھ جو صحت کے لیئے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے ہیں یقیناً ہم ان کو پورا نہیں کر سکتے اگر ہم پورے پاکستان میں دیکھیں تو ۲۱۰۰ افراد کے لیئے ایک ڈاکٹر ہے اور اس وقت ۱۳۰۰ افراد کے لیئے ایک پیرا میڈیکل سٹاف ہے۔ اس بجٹ کے ساتھ ہی صحت کے مسائل بھی اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ **فوری** طور پر ہم ان پر کنٹرول نہیں کر سکتے ہیں اب اگر ہم مجموعی طور پر **دیکھیں** تو اس وقت **دو** ہزار ایک سو انسانوں پر ایک ڈاکٹر کا تناسب ہے اور اس **وقت** ایک پیرا میڈیکل اسٹاف تین ہزار انسانوں پر **ریشو** ([illegible]) بنتی ہے۔ ہسپتال کا ایک بیڈ دس ہزار انسانوں کے لیئے ہے۔ یہ تو مجموعی طور پر پاکستان کی صورت حال ہے اگر ہم انٹرنیشنل کرائیٹیریا کو مدِ نظر رکھیں اور اگر ڈبلیو ایچ او کی سفارشات میں ان کو دیکھیں تو اس میں انھوں نے واضح کیا ہے کہ آٹھ سو آدمیوں پر ایک ڈاکٹر **ہونا چاہیئے** اگر ہم اب بلوچستان میں صحت کی پالیسی کا تفصیل سے جائزہ لیں گے تو اس وقت بلوچستان میں تقریباً چار ہزار آدمیوں پر ایک ڈاکٹر ہے کیوں کہ اس وقت بلوچستان کی آبادی چار اعشاریہ **پانچ** ملین ہے اور ہمارے پاس اس وقت **جو ڈاکٹر** موجود ہیں ان کی تعداد نو سو کچھ ہے اس کے علاوہ ڈینٹل سرجن صرف ۲۶ ہیں اسپیشلسٹ بہت کم ہیں۔ جو مخصوص ہاسپٹل میں کام کر رہے ہیں۔ اگر ہم ان اعداد و شمار کو دیکھیں اور اپنی ہیلتھ پالیسیوں کو دیکھیں تو جیسے کل میرے سینئر دوست حسین اشرف صاحب نے کہا تھا کہ مسئلہ تو یہاں زندہ انسانوں کا ہے اور ہم یہاں دوسرے کاموں میں لگے ہوئے ہیں اور حکومت سے مکر رہے ہیں۔ یہاں پر ایک مسئلہ بچوں کا نارمل وے پر ڈلیوری کا ہے۔ جو بالکل

نارمل ہوتا ہے۔ مگر بچے کی پیدائش کے وقت کمپلیکیشن میں چلے جاتے ہیں اور وہ پھر بدقسمتی سے مرجاتے ہیں۔ اور ہمارے پالیسی میکر حیوانوں کے بارے میں پلاننگ کر رہے ہیں آپ ایک مرتبہ حیوانوں کو چھوڑیں انسانوں کی جانیں بچائیں۔

جناب والا! اس وقت ہمارے ہیلتھ میں بہت سے مسائل ہیں۔ اگر میں اس کا مختصراً جائزہ لوں تو میرے خیال میں بے جا نہ ہوگا اس وقت ہیلتھ کا جو بنیادی مسئلہ ہے وہ یہاں پر مخصوص ہیلتھ کو سینٹرلائز کیا گیا ہے صرف اس وقت بیشتر بجٹ کا حصہ پروانشل ہاسپٹل کوئٹہ کا ہے جو تقریباً ساٹھ ستر فیصد ہے یہاں پر ایک اور مسئلہ جو شروع سے ہے وہ ٹینڈر کا ہے ٹینڈر ہوتے ہیں دوائیں خریدی جاتی ہیں۔ ان کا بھی دوسرے محکموں کی طرح کچھ ملا جلا ردعمل ہے۔ ایک کمپنی سے پرچیز کرنے کے لیئے وہاں پر جو دھندے ہوتے ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الجبرا کی ایک ایسے الجھے ہوئے فارمولے کی مانند ہے اگر فیثا غورث بھی زندہ بھی ہوتے تو انھیں بھی اسے سلجھانے میں مشکلات پیش آئیں۔ یہاں پر ایل پی اپنی لوکل پرچیز کی یہ حالت ہے جس کا میں نے جائزہ لیا ہے اور اس کے لیئے میں یہ افسوس سے کہوں گا کہ یہاں پر جو ایل پی ہوتی ہے وہ یہاں کے مخصوص طبقے جنہیں ہم گورنمنٹ اینیمیز یا ڈاٹ شرٹ کہتے ہیں نوے پچانوے ایل پی سول ہسپتال کی ان کے نام کی ہوتی ہے۔ میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ اب اگر ایل پی ہوگی تو صرف اور صرف ان مریضوں کے لیئے جو وارڈ میں داخل ہیں یا وارڈ میں جن کے آپریشن ہوئے ہیں۔ بقول فیض "مجھ سے پہلی سی محبت میرے محبوب نہ مانگ" اس وقت ہیلتھ میں جو مسائل تھے اور یا جو مسائل ہیں۔ بنیادی طور پر یہ ہیلتھ پالیسی کو ڈی سینٹرلائز کرنا ہے۔ پیرا فری ہاسپٹل کو ڈسٹرکٹ ہاسپٹل اور ڈویژنل ہاسپٹل کو ہمیں ترقی دینا ہے۔ جب تک ہم پیرا فری کو ترقی نہیں دیں گے۔ یہاں پر نہ رش کم ہوگا اور نہ ہی ہم اپنی حکومت کی طرف سے کوئی بھلائی کر سکتے ہیں یقیناً آئندہ کے لیئے جب تک ہم ہیلتھ کی جو ڈاکٹرز ہیں بنیادی تبدیلیاں نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہم اپنی منزل نہیں پا سکتے ہیں جو اس وقت بلوچستان کے عوام کی ضرورت ہے اس میں بنیادی طور پر

میڈیکل ایجوکیشن ہے۔ فیملی ہیلتھ کیئر ہے۔ اور اس کے ساتھ نوجوان ڈاکٹروں کے مسائل ہیں۔ یہ یقیناً اس میں سے ہم کچھ کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ ہم مرکزی حکومت کو بھی ٹھوس تجاویز دیں گے۔ کیونکہ وہ پالیسی بنانے والا ادارہ ہے۔ ہم اپنی ٹھوس تجاویز ان کے سامنے رکھیں گے جب تک یہاں پر مثبت پالیسیاں نہیں ہوں گی ہم پی ایچ یو کا مسئلہ حل نہیں کر سکتے ہیں یہاں پر اسپیشلائزیشن کی ضرورت کا کیا گیا ہمیں اسپیشلائزیشن (specialization) کی حوصلہ شکنی کرنا چاہیئے۔ بعض مرتبہ خوش قسمتی سے کسی ملک سے دو تین سیٹیں مل گئیں یا مختلف کالجوں میں انھیں رکھ کر دو تین دن کے نوٹس پر ان کو الاٹ کیا جاتا ہے۔ جب پیرا فری کے ڈاکٹرز کو یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ سیٹیں آگئی ہیں تو کوئٹہ میں مخصوص لوگ آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ بلوچستان میں ہیلتھ کے مسائل اس وقت تک حل نہیں کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ دور ہے اسپیشلائزیشن (specialization) کا۔ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر وہ سب کچھ نہیں کر سکتا۔ جو اسپیشلسٹ کر سکتا ہے۔ یقیناً ہماری گورنمنٹ کی یہی پالیسی ہو گی۔ ہم اسپیشلائزیشن کو ڈسٹرکٹ بنیادوں پر اپ گریڈ کر کے ان میں یہ تمام سہولتیں دیں جو کہ وہاں کے لوگوں کی ضرورت ہے۔ شکریہ

جناب اسپیکر : سید آغا عبدالرحمان صاحب وزیر آبپاشی

سید آغا عبدالرحمٰن۔ (وزیر آبپاشی و برقیات) :۔ بسم اللہ الرحمان الرحیم ! جناب اسپیکر! رب جلیل کی کرم نوازی ہے کہ ہم ایک بار پھر جمہوری نظام کے سایہ میں سانس لے رہے ہیں۔ اس دن کے لیئے ہمیں بڑی جدوجہد کرنا پڑی ہے۔ جمہوریت کی بقاء اور ترقی کے لیئے ہمیں ہر قسم کی قربانی کے لیئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے کیونکہ جمہوریت ہی میں ہمارے عوام کی فلاح مضمر ہے۔

جناب اسپیکر صاحب بلوچستان بیک وقت ملک کا پسماندہ ترین صوبہ ہونے کے ساتھ

مالدار صوبہ بھی ہے۔ اس صوبہ کو جان بوجھ کر پسماندہ رکھا گیا ایک تو اسے سب سے آخریں صوبہ کا درجہ دیا گیا دوسرا اس کے بعد اس کے وسائل کو صوبہ پر خرچ کرنے کی بجائے ان کو مرکز نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور اپنی مرضی سے خرچ کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ صوبہ کما حقہ ترقی نہ کر سکا۔ چنانچہ صوبہ بلوچستان کی اپنی معدنیات کی کثیر دولت کے باوجود یہ ملک کا پسماندہ ترین صوبہ ہے۔

جناب والا! آج ہمارے صوبہ کی باگ ڈور ہمارے اپنے ہاتھ میں ایسے وقت آئی ہے جبکہ نہ تو اسکا نظام مواصلات درست ہے اور نہ اس کا آبپاشی کا نظام۔ جناب والا اگر کوئی بند ہے تو سالہا سال کے سیلاب کیوجہ سے اس کی تعمیر نہیں کی گئی اگر کوئی پل گر گیا ہے تو اس کی تعمیر نہیں ہو سکی یعنی زندگی کے ہر میدان میں ضروریات اور مسائل کا عفریب منہ کھولے بیٹھا ہے۔

جناب اسپیکر! موجودہ اسمبلی میں جو بجٹ پیش کیا گیا ہے یہ نہ تو موجودہ حکومت کا بجٹ ہے اور نہ اس کی حکمت عملی اور خواہشات کا آئینہ دار ہے یہ وہ بجٹ ہے جو ایک غیر نمائندہ حکومت نے تیار کیا تھا۔ اس کا بیشتر حصہ منظوری کے بغیر ہی خرچ ہو گیا۔ موجودہ حکومت تو محض ایک آئینی اور قانونی ضرورت کے تحت اس پہلے سے تیار شدہ بجٹ کو قانونی شکل دینے کے لیئے اسمبلی میں پاس کرنے پر مجبور ہے اس بجٹ پر جو تنقید بھی ہو رہی ہے وہ موجودہ حکومت پر تنقید تصور نہیں کی جا سکتی بلکہ ہم تو خود اس تنقید میں برابر کے شریک ہیں۔ یہ تنقید ماضی کے نظام پر جو عوام کی امنگوں کے برخلاف محض کام کر رہی تھی گذشتہ دور میں صوبہ بلوچستان کو جس طرح نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ جس طرح سے اس کو ترقی کے میدان میں جان بوجھ کر پیچھے رکھا گیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ آج عوام کو موجودہ حکومت سے بے شمار امیدیں اور توقعات ہیں اور بجا طور پر ہیں ہمیں روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرنے کے علاوہ بلوچستان کے گھر گھر تک صحت وصفائی بہم پہنچانا ہے۔ سڑکوں کی موجودہ نظام کو درست کرنا ہے آبپاشی کے نظام کو درست کرنا ہے گھر گھر اور گلی گلی یعنی گاؤں گاؤں بجلی پہنچائی جائے غرض یہ کہ عوام کے جائز مطالبات اور

ضروریات کا ایک انبار جمع ہو چکا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں وسائل محدود ہیں موجودہ حکومت نے نہ صرف پیدا کردہ مسائل سے نجات دلانے کا بلکہ ایک درخشاں مستقبل کی تعمیر بھی کرنی ہے اس کے لیئے بے بہا وسائل اور طویل وقت کی ضرورت ہے لیکن موجودہ حکومت اپنی ترجیحات متعین کر رہی ہے

جناب اسپیکر! انشا اللہ اگلے مالی سال کا بجٹ عوامی امنگوں اور ہمارے اسلامی جمہوری **فلسفہ** کا آغاز ہوگا۔ جیسا میں نے پہلے بھی عرض کیا کہ صوبے کے موجودہ وسائل بہت کم ہیں مرکزی حکومت صوبہ کے ترقیاتی پروگرام کے نام پر کچھ رقم فراہم کی ہے اگرچہ مرکزی حکومت کی طرف سے آمدنی میں سالانہ ترقی ہو رہی ہے۔ رقم جامد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح نہ صرف صوبے میں ترقی کی رفتار کو جامد کر دیا گیا ہے۔ بلکہ افراطِ زر کی شرح میں زیادتی اور روپے کی قیمت میں بے حد کمی کی وجہ سے مرکز کی طرف سے امداد میں کمی واقع ہوئی ہے لہذا ہم مرکزی حکومت میں قائم قومی فنانس کمیشن کی تشکیل نو کا مطالبہ کریں گے تاکہ وہ اپنے اجلاس میں مرکز کی آمدنی میں صوبوں کے حصوں کا از سر نو تعین کرے

جناب اسپیکر! ہم یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ مرکز اپنے حصہ کی رقم سے صوبائی حکومتوں کو زیادہ حصہ دے تاکہ صوبہ بلوچستان کی موجودہ ترقی کی رفتار کو تیز تر کیا جائے۔

جناب اسپیکر! ہم عوام کے منتخب نمائندے ہیں عوام ہماری ذاتی زندگیوں سے بخوبی واقف ہیں ان کو علم ہے اور انہیں ہم پر اعتماد ہے ہم انشا اللہ ان کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ۔

جناب اسپیکر :- سید عبدالرحمان صاحب کے بعد اب میں مولانا غلام مصطفےٰ صاحب وزیر تعلیم کو بجٹ پر تقریر کرنے کی دعوت دیتا ہوں

وزیر تعلیم کو کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز فرمائیں

مولوی غلام مصطفےٰ وزیر تعلیم :- اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیم بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَمَّا بعد

جناب اسپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آخر میں کچھ بولنے کے لئے وقت عنایت فرمایا ہے بات کریں تو کس چیز کے متعلق کریں جو محکمہ جات جن جن ساتھیوں کو دیئے گئے ہیں ہر ایک اپنے محکمے کے متعلق کچھ بات کر رہا ہے صوبہ بلوچستان میں تمام محکموں سے محکمہ تعلیم سب سے بڑا محکمہ ہے اور اس محکمہ تعلیم کی ذمہ داری میرے سر پر ڈالی گئی ہے محکمہ تعلیم کے متعلق بجٹ موجودہ مالی سال کے لیئے رکھا گیا ہے وہ بیس کروڑ روپے سے کچھ زیادہ ہے جب ہم کام اور اس کی نوعیت اور صوبے میں تعلیم کے مسائل کو دیکھتے ہیں تو ہم حیران ہو جاتے ہیں کہ ہم کیا کریں۔ اس کے ساتھ نئے دو سو پرائمری اسکول کا اجرا ہو رہا ہے اور ان کے لیئے عمارت سرکاری طور پر مہیا نہیں کی جا رہی ہے اور کرائے کی عمارت میں یہ ہوتے ہیں کرائے کے مکان کا ماحول تو آپ جانتے ہیں وہ کرائے کی عمارت میں رہ کر وہ اپنے تعلیم کے معیار کو اس طرح قائم نہیں رکھ سکتے جس طرح رکھنا چاہیئے تھا اور اس کے ساتھ پورے سال میں صرف پچاس پرائمری اسکول کی عمارت کا بندوبست کیا گیا ہے اندازہ لگایا جائے تو معلوم ہو گا کہ پچاس اسکولوں کی عمارت کی فراہمی جو اس بجٹ میں رکھی جا رہی ہے اور سال میں دو سو پرائمری اسکول کھولے جا رہے ہیں اس طرح ایک سال میں ڈیڑھ سو اسکولوں کے لیئے عمارتیں نہیں ہوں گی اور دوسرے سال تین سو اسکولوں کے لیئے عمارتیں نہیں ہوں گی اور ساتھ ساتھ چار سو مسجد سکول بھی کھولے جا رہے ہیں ان کے لیئے بھی عمارتیں نہیں ہے تو حیرانگی کی بات ہے کہ اس کے لیئے جو بھی وزیر ہو تو وہ کیا کرے گا۔ لوگ تو آتے ہیں مطالبات پیش کرتے ہیں۔ ان کے مطالبات تو حل کرنے ہیں اگر اس طرح پچھلے سال کے اعداد و شمار کو گنیں تو وہ ہر سال نئے تین سو پرائمری اسکول کرائے کے

مکان میں کام کرتے ہیں جن کے لیئے بلڈنگ نہیں ہے تو اس کا عملہ کیا کرے گا؟ ان کو اساتذہ کہاں پڑھائیں گے؟ جب نہ فرنیچر ہو نہ ان کے لیئے رہائش ہو اس کے لیئے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ بجٹ جن لوگوں کی طرف سے ہمارے سامنے رکھا گیا ہے یہ ہم کو سابقہ حکومت سے ورثہ میں ملا ہے میرے خیال کے مطابق اور جو میں نے اپنے دفتر سے مشورہ کیا ہے آئندہ محکمہ تعلیم کے لیئے پچاس کروڑ روپے ضرور رکھے جائیں تاکہ احسن طریقے سے کام ہو۔ اس کے علاوہ سابقہ ایم پی اے حضرات نے اپنے فنڈ سے کچھ پرائمری اسکول قائم کئے گئے تھے مگر وہاں اساتذہ کا انتظام نہیں ہے۔ کہیں اسکول کھولے بھی نہیں گئے وہ صرف کاغذات میں ہیں ان کے لیئے نہ فرنیچر ہے اور ان کو باقاعدہ تنخواہیں وغیرہ بھی نہیں مل رہی ہیں اس کے لیئے میں عرض کروں گا کہ ہم جو بھی ادارہ چلانا چاہیں اس کے لیئے ہمیں فنڈ مہیا کیئے جائیں تاکہ ہم صحیح طور سے اپنے ادارے کو چلائیں میں آپ کو صرف ضلع کوئٹہ کی مثال پیش کرتا ہوں۔ اس کے چھبیس اسکولوں کے لیئے سات ہزار روپے رکھے گئے ہیں اور ۱۷۰ پرائمری اسکولوں کے لیئے صرف ستر ہزار روپے رکھے گئے ہیں اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ کیسے ان اسکولوں کی مرمت ہوگی اور ان میں جو بچے رہیں گے وہ کس طرح سے رہیں گے اور جو اساتذہ تعلیم دیں گے تو وہ کس طرح سے دیں گے اس کے لیئے جو بجٹ ہمارے حصہ میں آیا ہے وہ بہت کم ہے۔ سابقہ سالوں کی حکومت کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہوں گا جو کچھ کرنا تھا وہ کر گئے لیکن آئندہ کے لیئے میں یہ عرض کروں گا کہ کافی فنڈ مہیا کئے جائیں اور ساتھ میں اس کے لیئے تجاویز کہ ابتدائی تعلیم مادری زبانوں میں ہو کیوں کہ ہمارے علاقے میں مختلف زبانوں کے لوگ رہتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات نہیں سمجھتے ہیں اس لیئے بہتر یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم ان کی مادری زبان میں ہو اور اس کے علاوہ بعض اسکول کی کتابوں میں جو مواد موجود ہے جو ہمارے بلوچ اور براہوی رسم و رواج کے خلاف مواد ہے ان کو درسی کتابوں سے خارج کیا جائے۔ نقل کا منحوس طریقہ جو سابقہ دور سے یا ان کی بے توجہی سے رائج ہے اس کو ختم کیا جائے اور مخلوط تعلیم جہاں تک ہے اس کو ختم کیا جائے گرلز کالجوں میں توسیع کی جائے۔ ہمارے صوبے میں ایک سائنس

کالج ہے اس میں ایم ایس سی کی کلاسیں بھی شروع کی جائیں اس کے لئے ہم اپنے طور پر وزیر اعلیٰ سے وزیر اعلیٰ سے گذارش کریں گے کہ اس کے لئے حضوصی فنڈ دے دیں۔ مرکز سے امداد لے کر دیں۔ یہ ہمارا مطالبہ ہے کہ یہ کام ضرور کرائیں اس طرح سے وہاں کلاسیں شروع کرائیں آخر میں دعا کرتا ہوں کہ جس محکمے سے ہم تعلق رکھتے ہیں ان کی خدمت کر سکیں

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

جناب اسپیکر : اب وزیر خزانہ تقریر کریں گے۔

مولوی عصمت اللہ وزیر خزانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم ہ

عزت مآب جناب اسپیکر صاحب! ومعزز اراکین اسمبلی!

السلام علیکم!

سال ۸۸-۱۹۸۹ء کے لئے بلوچستان کا صوبائی بجٹ اس ماہ کی ۳ر تاریخ کو ایوان میں پیش ہوا۔ اور گذشتہ چند روز کے دوران ارکان اسمبلی نے جن کا تعلق حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں سے تھا، بجٹ پر اپنی آراء کا اظہار کیا اور تجاویز پیش کیں

یہ امر باعث مسرت ہے کہ فاضل اراکین اسمبلی نے تنقید کی بجائے تعمیری تنقید کی اور مثبت تجاویز پیش کیں جس پر میں ان کا شکر گذار ہوں۔ اور یقین دلاتا ہوں کہ ان تجاویز پر مناسب غور و خوض کیا جائے گا۔

معزز اراکین نے تعلیم، صحت، فراہمی آب، زراعت، مواصلات، بجلی، دیہی ترقی اور روزگار سمیت تمام شعبوں میں اپنی ترجیحات اور تجاویز پیش کی ہیں۔ اراکین اسمبلی

کو یہ بھی احساس ہے کہ وسائل محدود اور مسائل لاتعداد ہیں ۔ جمہوریت کے احیاء کے بعد عوام کی توقعات اور امنگوں میں بھی اضافہ ہوا ہے ۔ یہ سب ایسے عوامل ہیں جن میں عوام کی جمہوری طور پر منتخب کردہ حکومت پر بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اُسے ان ذمہ داریوں کو اس طور پورا کرنا ہے کہ معاشرے کے تمام طبقوں کو فائدہ پہنچے ۔ ترقی کے ثمرات سے تمام علاقے یکساں طور پر مستفیض ہوں ۔ عام آدمی تک بنیادی سہولتوں کی رسائی ہو سکے ۔ ماضی کے احساس محرومی کا ازالہ ہو اور جمہوریت اور جمہوری اداروں پر لوگوں کا اعتماد پختہ ہو ۔

معزز اراکین اسمبلی !

یہ بات میں اپنی بجٹ تقریر میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ اس بجٹ میں ہماری حکومت کی حکمت عملی کی عکاسی نہیں ہوتی ۔ کیونکہ یہ بجٹ تیار شدہ حالت میں ہمارے حوالے کیا گیا ہے ۔ تاکہ آئینی ضرورت کو پورا کیا جا سکے ۔

ہماری حکومت کو برسر اقتدار آئے ہوئے ابھی محض چند روز ہوئے ہیں ۔ اور یہ توقع کرنا مناسب نہ ہوگا کہ اس بجٹ کے ذریعے ہم اپنی پالیسیوں اور حکمت عملی کو عملی جامہ پہنا سکیں میں آپ کو یہ یقین ۔ بہرحال دلاتا ہوں کہ معزز اراکین اسمبلی نے جو تعمیری تجاویز پیش کی ہیں اور جو مشورے دیئے ہیں انہیں مدنظر رکھا جائے گا ۔

ایک سال کا بجٹ نہ تمام معاشی مسائل کا حل ہو سکتا ہے اور نہ تمام سماجی خرابیاں دور کرنے کا وسیلہ بن سکتا ہے ۔ اس لئے بجٹ سے توقعات اتنی ہی رکھنی چاہئیں جتنی کہ بجٹ کے لئے ہم نے قربانی دی ہو ۔ ایک چھوٹے سے گھرانے کا بجٹ بھی خاندان کے تمام افراد میں یکساں طور پر مقبول نہیں ہوتا تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اتنا بڑا بجٹ خواہ وہ کتنے ہی خلوص نیت سے تیار کیا گیا ہو ۔ ہمارے نمائندگان میں سے کسی کو بھی اس میں کوئی خامی، کوئی کوتاہی یا کوئی ناپسندیدہ پہلو دکھائی نہ دے ۔

بعض دوستوں نے اپنے اپنے حلقہ جات کے پیش نظر، جن کی وہ اس معزز ایوان میں نمائندگی کرتے ہیں، بجٹ کے بعض پہلوؤں خصوصاً بعض اسکیمیں شامل نہ نہ کرنے کا شکوہ کیا۔ یہ نہ صرف ان کا حق تھا، بلکہ اُن کا فرض بھی تھا۔ بعض اصحاب نے قومی معاملات، خصوصاً بلوچستان کو وفاق سے ملنے والی رقم اور وفاقی بجٹ سے تعلق رکھنے والے بعض امور کا ذکر کیا۔ میں نے اور میرے رفقاءِ کار نے ان تمام امور و نکات کو جن کی بحث کے دوران نشاندہی کی گئی۔ بہت غور اور توجہ سے سُنا، میں نے ذاتی طور پر ان کو قلمبند کرنے کی کوشش کی۔ اور آپ کے سامنے دوبارہ حاضر ہونے سے پہلے محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور خزانہ کے سربراہان اور دوسرے رفقائے کار سے ان معاملات پر تفصیلی گفتگو کی۔ ظاہر ہے کہ ان تمام معاملات کا فوری حل ممکن نہیں۔ اور نہ ہی اس تھوڑے سے وقت میں۔ میں ان تمام امور کا احاطہ کر سکوں گا۔ مگر میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس موقع پر میں کسی نقطۂ نظر کا تذکرہ نہ کروں تو اس کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ ہم نے اسے نظر انداز کر دیا ہے۔ بہت سے امور ایسے ہیں جن کے مزید مطالعہ کی ضرورت ہے اور جن کے متعلق مناسب جائزے کے بعد متعلقہ محکمے مناسب وقت میں تجاویز پیش کریں گے۔ اسی طرح کئی ایک مسائل کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے۔ اور اُن کی توجہ اس طرف مبذول کرا لی جائے گی۔

بہرحال دوران بحث جو تجاویز اور تبصرے پیش کئے گئے۔ وہ ہمارے لئے آئندہ حکمت عملی اور فیصلوں کی تشکیل میں مشعل راہ ثابت ہوں گے۔ ہم سب کا یہاں مل بیٹھنا اور اس طرح کی تعمیری تنقید نیز کشیدگی سے اجتناب تعمیری عمل کو آگے بڑھانے میں معاون ثابت ہوگا۔

جناب اسپیکر صاحب!

اب میں اجازت چاہوں گا کہ چند اہم موضوعات کے متعلق کچھ عرض کروں۔

بعض ترقیاتی منصوبے ایسے ہیں، جنکا تعلق وفاقی حکومت سے ہے۔ ایسے معاملات میں صوبائی حکومت بذات خود فیصلہ نہیں کرسکتی۔ لیکن صوبائی حکومت کی سفارشات اور ترجیحات کو خصوصی طور پر مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اور بعض مرکزی معاملات تو ایسے ہیں جن کا صرف مرکزی بجٹ سے تعلق ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ بعض ترقیاتی امور، یعنی گیس، بجلی قومی شاہراہیں، ٹیلی ویژن ایرپورٹس، تار، ٹیلیفون وغیرہ مرکزی دائرہ کار میں آتے ہیں بلوچستان میں بجلی کی خصوصی اہمیت ہے۔ جیسا کہ بحث میں بتایا گیا، بجلی کی گرڈ لائنیں تو کافی علاقوں میں پہنچی ہیں۔ لیکن دیہات کو بجلی فراہم کرنے کی رفتار سست ہے۔

اوتھل اور کوئٹہ کی ٹیکسٹائل ملوں کے بند ہونے اور بے روزگار ہونے والے افراد کے معاملے بھی زیر بحث لائے گئے۔ یہ دونوں کارخانے مرکزی حکومت کے پاس ہیں۔ صوبائی حکومت بے روزگار افراد کے معاملات مرکزی حکومت کے علم میں تو لا سکتی ہے، لیکن خود فیصلہ نہیں کرسکتی۔ صوبائی حکومت نے مرکزی حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ کارخانوں کو ہر حالت میں چلایا جائے اور ہماری کوشش ہوگی کہ کارخانے چلیں تاکہ ملازمین بے روزگار نہ ہوں۔

اس مرحلے پر میں بجٹ سے متعلق چند امور کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ دوران بحث یہ سوال اٹھایا گیا ہے کہ نیم جمہوری حکومت کا تجویز کردہ بجٹ جوں کا توں پیش کیا جارہا ہے۔ جبکہ اس امر کی گنجائش تھی کہ نئی حکومت ترقیاتی ترجیحات کا از سر نو جائزہ لیتی خاص کر اس صورت میں کہ عدالت عظمیٰ نے اخراجات کرنے کی اجازت دے رکھی ہے اور تھوڑا سا مزید وقت صرف کرکے بہتر اور نمائندہ بجٹ پیش کیا جاسکتا تھا اس سوال کا جائزہ آئین کی شقوں کے تحت لیا گیا ہے۔ مالی اخراجات کے سلسلے میں صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اسمبلی کے وجود میں نہ ہونے کی حالت میں آئین کی شق ۱۲۶ کا سہارا لیتے ہوئے گورنر بلوچستان سے اخراجات کی منظوری لی جائے۔ اسمبلی

کے موجود ہونے کی صورت میں یہ ضروری اور لازمی ہو جاتا ہے کہ بجٹ کو فوری طور پر اسمبلی سے منظوری کے لئے پیش کیا جائے ۔ یہ ایک آئینی اور قانونی تقاضہ ہے اور اس سے انحراف کسی طور بھی ممکن نہیں ۔ اس لئے مزید تاخیر کے بغیر بجٹ کو اسمبلی میں پیش کیا گیا تاکہ صوبائی فنڈ سے سنہ ۱۹۸۸-۸۹ء کے دوران مزید اخراجات کئے جاسکیں ۔

ایک اور تشریح طلب معاملہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ کے حجم سے متعلق ہے ۔ بحث کے دوران اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ بلوچستان میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کے درمیان بہت زیادہ فرق ہے ۔ اور غیر ترقیاتی اخراجات کو کنٹرول کیا جانا چاہیئے تاکہ ترقیاتی مد میں اضافہ ہو سکے ۔ میں لفظ غیر ترقیاتی اخراجات کے استعمال سے ذہن میں پیدا ہونے والے خدشات کو دُور کرنا چاہتا ہوں ۔ ہمیں یاد رہے چاہیئے ۔ کہ غیر ترقیاتی اخراجات سے مراد غیر ضروری اخراجات ہرگز نہیں ہوتے غیر ترقیاتی اور ترقیاتی اخراجات دراصل ایک ہی وحدت کی دو اکائیاں ہیں ۔ ان مجموعی اخراجات کا مقصد پیداوار کے لئے مستحکم بنیاد مہیا کرنا ہے اور ساتھ ہی اس بات کو بھی یقینی بنانا ہے کہ ترقی کے ثمرات اس طرح تقسیم ہوں کہ انصاف اور مساوات کے اسلامی اصولوں پر مبنی ایک فلاحی معاشرہ وجود میں آسکے ۔ رواں اخراجات جسے بعض اوقات غیر ترقیاتی اخراجات کہا جاتا ہے ۔ ان کے بارے میں تاثر یہی ہے کہ ان سے سرکاری رقوم ضائع ہوتی ہیں ۔ ترقیاتی بجٹ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے ترقیاتی کاموں مثلاً ہسپتالوں یا سکولوں کی عمارات کی تعمیر پر ہونے والے اخراجات کے مجموعے کا نام ہے ۔ جبکہ رواں بجٹ سے ڈاکٹروں اور اساتذہ کی تنخواہوں، دوائیوں اور ساز و سامان کی فراہمی ہوتی ہے ۔ اس طرح جہاں زراعت، آبپاشی، آب نوشی، افزائش حیوانات اور سڑکوں کی نئی سکیموں کے لئے رقم ترقیاتی بجٹ سے دی جاتی ہے ۔ وہاں تکمیل شدہ منصوبوں کی دیکھ بھال، تحقیق اور توسیعی پروگرام رواں بجٹ سے وضع ہوتے ہیں

ہمارے صوبے میں ہزاروں تعلیمی ادارے، سینکڑوں صحت کے ادارے ہزاروں میل سڑکیں آبنوشی کی اسکیمیں، سینکڑوں سرکاری عمارتیں اور ہزارہا افراد کے سرکاری عملے کی تنخواہیں، غیر ترقیاتی یعنی رواں بجٹ سے ہی پوری کی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ وفاقی حکومت اور غیر ممالک کے قرضوں کی ادائیگی بھی رواں بجٹ کا حصہ ہے۔ ظاہر ہے کہ قرضوں کی ادائیگی کو غیر منافع بخش یا غیر ضروری اخراجات شمار کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ ادائیگیاں ان قرضہ جات کی ہیں جو ماضی میں ہم نے اپنے ترقیاتی پروگراموں کے لئے حاصل کئے تھے۔ جتنا بڑا ہمارا ترقیاتی پروگرام ہوگا۔ اتنی ہی زیادہ قرضہ ہوگا اور ادائیگی بھی اسی تناسب سے کرنی پڑے گی۔ اس لئے جب ہم وسیع ترقیاتی پروگرام کا تقاضا کرتے ہیں تو یہ مناسب نہیں کہ ترقیاتی قرضوں کی ادائیگی پر اعتراض کریں۔ اس کے علاوہ چوبیس کروڑ روپے کی رقم گندم اور چینی کی سبسیڈی کے لئے ہے۔ حکومت عوام کو گندم کم قیمت پر مہیا کرنے کیلئے ہر سال کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے۔ یہ رقم بھی رواں بجٹ کا حصہ ہے۔

ان ترقیاتی قرضوں کو اسی مناسبت سے مختلف نام دیئے گئے ہیں۔ مثلاً مستقل قرضے جو واجب الادا بقایاجات کے حساب سے وحدت کے ٹوٹنے کے بعد صوبوں میں منقسم کئے گئے ہیں۔ ان قرضوں کی بقایا رقم قابل ادائیگی ایک ارب ایک کروڑ باون لاکھ روپے ہے۔ تجارتی قرضے جس کا ذکر کیا جا چکا ہے مرکزی حکومت سے وصول کردہ ترقیاتی قرضے جس کی مد میں یکم جولائی سنہ ۱۹۸۸ء کو پانچ ارب بتیس کروڑ دس لاکھ روپے واجب الادا تھے، زرمبادلہ کے قرضے جو حکومت بلوچستان نے مختلف ممالک سے ترقیاتی کاموں کے لئے حاصل کئے تھے۔ یکم جولائی سنہ ۱۹۸۸ء کو ان قرضوں کی رقم ایک ارب پندرہ کروڑ پینتالیس ۴۵ لاکھ روپے واجب الادا تھے۔ اسی طرح حکومت بلوچستان کے محکمہ صنعت نے اٹلی کے ادارے

سے محکمہ زراعت اور محکمہ تعمیرات کے لئے سال ۱۹۷۷-۷۸ء کے دوران ٹریکٹر اور فاضل پرزے جات حاصل کئے گئے تھے۔ اس بیرون ملک قرضے کی ادائیگی حکومت بلوچستان کو کرنا پڑتی ہے۔ جس کی مد میں بقایا واجب الادا رقم سات لاکھ روپے بنتی ہے۔ جو کہ آئندہ دو سالوں میں مکمل طور پر ادا کر دی جائے گی۔ حقیقتاً ترقیاتی اور جو روان اخراجات کے درمیان فرق صرف فنی نوعیت کا ہے۔ جو حساب داری کے نقطۂ نظر سے ضروری ہے۔ ہم جوں جوں زیادہ اسکول کھولیں گے ہسپتال بنائیں گے سڑکیں بنائیں گے۔ پینے کے پانی کی اسکیمیں بنائیں گے اسی حساب سے ہمارے روان اخراجات میں اضافہ ہوگا۔

ایک اور تشریح طلب بات ضمنی بجٹ سے متعلق ہے۔ جب اخراجات کسی سال کے بجٹ تخمینہ سے تجاوز کر جاتے ہیں تو آئین کی شق ۱۲۴ کے تحت ضمنی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ آئین میں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل حالات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

۱۔ جب کسی قسم کی خدمات کے لئے مختص کی جانے والی رقم ناکافی ہوتی ہے یا کسی نئی مد کے لیے رقم مہیا کرنے کی ضرورت آن پڑتی ہے جبکا رواں مالی سال کے بجٹ میں پہلے اندراج نہیں ہوتا۔

۲۔ جب کسی قسم کی خدمات کے سلسلے میں اخراجات کے لئے مختص شدہ رقم سال رواں تجاوز کر جائے۔

مذکورہ صورتوں میں صوبائی حکومت کو آئینی طور پر اختیار حاصل ہے کہ وہ صوبائی فنڈ سے متجاوز شدہ اخراجات کو پورا کرے اور بعد ازیں ضمنی بجٹ صوبائی اسمبلی میں پیش کرے۔

ضمنی بجٹ پیش کرنے کی ضرورت اس صورت میں پیش نہیں آئے گی کہ اخراجات

کو مقرر کردہ بجٹ کی حدود میں رکھا جائے۔ جو کہ مثالی صورت ہے۔ لیکن آئندہ پیش آنے والے حالات کا ہمیشگی اندازہ لگانا ہر وقت ممکن نہیں ہے اس لئے ضمنی بجٹ پیش کرنا عام طور پر ناگزیر بن جاتا ہے۔

آخر میں مَیں اس بات کا ذکر کرنا چاہوں گا جو ہمارے معاشرے کے لئے ایک ناسور کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ اس بات کا تعلق سرکاری رقوم کی خرد بُرد بدعنوانی اور کرپشن سے ہے۔ اس کا تعلق کسی ایک فرد یا محکمے سے نہیں بلکہ ناسور معاشرے کی جڑوں میں پیوستہ ہے۔ اس کا اظہار مختلف مقامات پر ہوتا ہے۔ سرکاری محکموں کا ذکر تو معزز اراکین نے بجٹ پر بحث کے دوران کیا۔ لیکن اگر میں یہ کہوں کہ اس کے ذمہ دار بحیثیت مجموعی ہم سب ہیں تو غلط نہ ہوگا۔ معاشرے کی دیرینہ اخلاقی اور اسلامی اقرار عملاً مفقود ہوتی جا رہی ہیں۔ معاشرے میں بسنے والے سرکاری ملازمین معاشرہ کے باقی افراد سے مختلف نہیں ہو سکتے۔ میں معذرت خواہ ہوں۔ کہ مجھے یہ سب کچھ کہنا پڑا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ معاشرے کو آئینہ دکھا کر اس کے صحیح خدوخال دکھائے جائیں۔ یہ سب کچھ کہنے سے میرا یہ مقصد بھی نہیں کہ ہم اس طرف توجہ نہ دیں۔ ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اگر کسی محکمے میں فنڈز کی خرد برد زیادہ ہے تو اُسے اگر ختم نہ کر سکیں تو کم سے کم اُسے ممکنہ حد تک کم کرنے کے لئے قانون ضرور بنائیں۔ لیکن یہ صرف حکومت کے لئے بس کی بات تہیں رہی۔ میں خود یا میرے رفقاءِ کار میں سے کوئی یا جسکا آپ انتخاب کریں۔ ایک کمیٹی میں بیٹھ کر بات کرنے کو تیار ہیں۔

جناب والا !

میری جوابی تقریر لمبی ہو گئی ہے میں نے کوشش کی ہے کہ اہم سوالوں کا حتی الامکان تشفی بخش جواب مہیا کروں۔ لیکن ہماری یہ گفتگو اور بحث رواں اور جاری عمل کا حصہ ہے یہ صحیح ہے کہ بجٹ پر بحث ہمیں ایک ایسا موقع فراہم کرتی ہے۔ جس سے ہم معاشی

حکمت عملی کے جملہ پہلوؤں کا مکمل اور بھرپور جائزہ لیتے ہیں۔ اور جیساکہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ اس اجلاس کے ختم ہونے کا مقصد یہ نہیں کہ ہم بستر باندھ کر علیحدہ ہو جائیں گے۔ مجھے خوشی ہوگی کہ اگر آپ اپنے مشوروں اور تجاویز سے ہمیں وقتاً فوقتاً مطلع رکھیں۔

خدائے بزرگ و برتر کے فضل و کرم سے اس معزز ایوان کے اراکین کی رہنمائی اور بلوچستان کے عوام کے تعاون سے ہم مستقبل میں مناسب مالی پالیسی اور ترقیاتی حکمت عملی وضع کرنے میں کامیابی حاصل کریں گے۔ اس قلیل عرصے میں معزز اراکین اسمبلی نے جس طرح رہنمائی فرمائی۔ میں اس پر انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جو اس صوبے کی امنگوں کے پاسدار ہیں آپ کی عزّت اور احترام ہمارے لئے سب سے زیادہ اہم ہے۔ آپکے وقار اور قدر و منزلت کے ساتھ ہی حکومت کی توقیر وابستہ ہے۔ ہمیں بلوچستان کے رائے دہندگان کے اس اعتماد کا جو انہوں نے ہم پر کیا ہے۔ مثبت جواب دینا ہوگا اور صوبے اور ملک کو درپیش مسائل کا تعمیری نقطۂ نظر سے جائزہ لینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔

اسلام زندہ باد۔ پاکستان پائندہ باد۔

جناب اسپیکر :۔ وزیر تعلیم کے بعد مولانا عصمت اللہ صاحب وزیر خزانہ نے تقریر کرلی ہے کیوں کہ کافی وقت ہو چکا ہے۔

مولوی عبدالسلام (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ) جناب والا میں بجٹ پر تقریر نہیں کرسکا ہوں آپ مجھے خصوصی طور پر کچھ بولنے کی

اجازت دے دیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہوگی۔

جناب اسپیکر :۔ خصوصی اجازت ہے آپ بولیں۔

(وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جناب اسپیکر! ۱۳ فروری سے جب سے یہ اجلاس شروع ہوا ہے اور اسمبلی کے بجٹ پر بحث جاری ہے میں سب لوگوں کا شکر گذار ہوں خواہ وہ اقتدار میں ہوں یا حزب اختلاف میں وہ جس علاقے سے منتخب ہوکر آئے ہیں اس کا حق انہوں نے ادا کر دیا ہے انہوں نے اپنی ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے میں اللہ تعالیٰ سے اس بات کے لیئے دعا گو ہوں کہ ہماری آپس میں محبت پیدا ہو جائے آپس میں رواداری ہو اور اچھے طریقے سے عوام کی خدمت کر سکیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا موقع دے اس کے بعد جن حضرات نے خواہ وہ مرد ہوں یا خواتین جنہوں نے اسلام کے متعلق بات کی ہے اور اسلام کے جذبے کا اظہار کیا ہے وہ قابل تحسین ہے میں ان کا شکر گزار ہوں اور جن افراد نے جمہوریت کے متعلق بات کی ہے خواہ وہ اقتدار سے ہوں یا حزب اختلاف سے ہوں میں ان کا بھی شکر گذار ہوں میں اپنی تقریر کے لیئے بے وقت اٹھا جس کے لیئے معذرت خواہ ہوں آپ نے موقع دیا شکریہ۔ میں اس موقع پر جناب صادق عمرانی صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہمارے محکمہ پبلک ہیلتھ کی تعریف کی ہے۔

دوسری بات جو جناب حسن اشرف نے تالاب کے متعلق کی ہے۔ وہ نام اور جگہ بتائیں ہم اس کی تحقیقات کرالیں گے۔

مسٹر محمد سرور خان کاکڑ :۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں مجھے موقع دیں یہ ہمارا حق ہے۔ جب وزیر خزانہ کی تقریر ہو چکی ہے اور وزیر خزانہ صاحب نے جواب دے دیا ہے تو پھر کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ تقریر کریں یہ پارلیمانی روایت کے خلاف ہے میں آپ سے اور معزز اراکین سے

گزارش کرتا ہوں کہ وہ اسمبلی کے رولز کو پڑھیں اور اس کے مطابق اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لیں وزیر خزانہ کے بعد کسی کو بولنے کا حق نہیں ہے ویسے بھی کوئی وزیر بجٹ پر تقریر نہیں کر سکتا ہے آپ اس پر رولنگ دیں اور بتائیں کہ کیا یہ قواعد کے مطابق ہے ۔

جناب اسپیکر : یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے آپ نے تقریر شروع کر دی ہے میں نے مولانا صاحب کو خصوصی اجازت دی ہے روایت کے خلاف تو ہے مگر اب خصوصی اجازت دے دی گئی ہے ۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ : جناب والا ! ہم پورے بلوچستان کو آبنوشی کی سہولیات فراہم کرنے کی کوشش کریں گے بالخصوص ان علاقوں پر بہت توجہ دیں گے جو پہلے نظر انداز ہو چکے تھے مثلاً مکران ، خاران ، دالبندین نوکنڈی ، نصیر آباد اور دوسرے پسماندہ علاقوں میں ترجیحی بنیادوں پر کام کیا جائے گا ۔

(وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ....)

جناب اسپیکر : تمام اراکین اور وزراء کی بجٹ تقاریر کے بعد میں قائد ایوان نواب محمد اکبر خان بگٹی کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں

نواب محمد اکبر خان بگٹی (قائد ایوان) : جناب اسپیکر ! اس ایوان میں بجٹ پر بہت سی تقاریر ہوئی ہیں کافی لمبی چوڑی تقریریں ہوئی ہیں مطالبات پیش کئے گئے ہیں ۔ میں لمبی چوڑی تقریر تو نہیں کروں گا البتہ چند ممبر صاحبان نے جو نقطے اٹھائے ہیں جو آبزرویشن پیش کی ہیں ان کے بارے میں کچھ کہوں گا ۔

بجٹ کے متعلق وزیر خزانہ صاحب بھی بول چکے ہیں لیکن اس سے ہٹ کر کچھ اور موضوع بھی زیر بحث آئے تھے کئی موضوع کے متعلق ہمارے اپوزیشن کے ممبران صاحبان نے پوائنٹس اٹھائے ہیں اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے انتخابات میں ہم نے اور ہماری پارٹی نے اس ارادے سے حصہ لیا تھا کہ ہم اپوزیشن کی بینچوں پر بیٹھیں گے اور اپوزیشن کی بینچوں

پر بیٹھنا ہمارا قدرتی مقام تھا۔ الیکشن میں ہمارے دس ممبر کامیاب ہو کر آئے اس کے بعد ایک لیڈی ممبر کا یہاں انتخاب ہوا اور ہم گیارہ ممبر ہو گئے۔ کسی بھی صورت میں ہم اپنے بل بوتے کی بنا پر حکومت بنانے کی پوزیشن میں نہ تھے دوسری پارٹیوں کے ساتھ آپس میں بات چیت شروع ہوئی حالانکہ جب اسمبلی کے پہلے دن اجلاس ہوا اسمبلی کے سٹاف نے مجھے دائیں طرف بٹھایا اور میں نے یہاں بیٹھتے ہوئے یہ محسوس کیا کہ ہم غلط جگہ پر بیٹھے ہیں یہ ہمارا مقام نہیں ہے یعنی اس وقت جس تعداد کے ساتھ ہم آئے تھے حکومت نہیں بنا سکتے تھے تو دوسرے دن میں نے اور ہماری پارٹی کے ممبر صاحبان ہاؤس کی دوسری طرف ان نشستوں پر جا بیٹھے۔ کیونکہ اپوزیشن اسمبلی میں ایک اہم رول ادا کرتی ہے جس ایوان میں اپوزیشن نہ ہو یا بہت کمزور ہو تو وہ حکومت یا تمام حکومت کے کاروبار صحیح طریقے سے نہیں چلا سکتے ہیں۔ یہ مقام تو ہمارا تھا۔ ہم وہاں اپوزیشن کی بینچوں پر بیٹھے ہوتے مگر یہ تو قدرت ہے کہ مختلف پارٹیوں کے ساتھ ہمارے مذاکرات ہوتے ہم اس وقت ایک طرف تھے اور اچانک ہم نے دیکھا کہ ہماری آپس میں جلد باتیں طے ہو گئیں اور یہ ایک ایسی چیز تھی جس کی ہم توقع نہیں کر رہے تھے۔

اور یہ غیر متوقع تھا۔ بہر حال یہ افسوس کی بات ہے اسمبلی کے دوسرے یا تیسرے سیشن جس میں وزیر اعلیٰ کا انتخاب ہونا تھا۔ یہاں کے ممبران اس کے گواہ ہیں۔ اور آپ بھی گواہ ہیں۔ حالانکہ آپ اس وقت ان سیٹوں پر بیٹھے تھے جہاں اس وقت ہمارے پی این پی کے منتخب حضرات بیٹھے ہیں۔ اس ہاؤس کے فلور سے یہاں ایک دھاندلی کے ذریعہ ایک پارٹی ایک گروپ کو لایا گیا۔ ہمارا اس وقت گورنمنٹ کی بینچوں پر بیٹھنے کا ارادہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی ہم سوچ رہے تھے۔ ہمارے لئے یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ ہم اپوزیشن کی بینچوں پر بیٹھیں گے۔ اگر وہ الیکشن جائز طریقہ سے ہوتا تو انہیں اکثریت کی حمایت حاصل ہوتی جس پر ہمیں قطعی کسی صورت میں بھی اعتراض نہ ہوتا۔ مگر چونکہ ایک اقلیت کے لئے کوشش کی گئی کہ اسے اکثریت بنایا جائے۔ مگر اس کے باوجود بھی وہ اکثریت نہ بن سکی۔ اس اقلیت کو

اس ناجائز حکومت کو ہمارے اوپر ٹھونسا گیا۔ بلوچستان کے عوام ٹھونسنے کی کوشش کی گئی۔ بلوچستان کے عوام نے اسے قبول نہیں کیا۔ ہم ان کے نمائندے تھے۔ بی این اے پی پی آئی۔ اور پختون خواہ ملی اتحاد نے اس کے خلاف جلسے اور جلوس کئے۔ اس کے خلاف ہڑتالیں ہوئیں۔ باقی سب لوگ سب کچھ جانتے ہیں مجھے اس پر زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں کے لوگ سب کچھ جانتے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپوزیشن کا ایک باعزت کردار ہوتا ہے۔ آج ہمارے دوست جو اس دھاندلی میں شریک تھے۔ چند دن ان بنچوں کی زینت بنے رہے۔ ہائی کورٹ کے فیصلے کے بعد جو غیر قانونی اور غیر آئینی حرکت ہوئی تھی اسے درست کر کے اسمبلی کو بحال کر دیا گیا۔ اسمبلی جب بحال ہوئی۔ تو پہلے ہی سیشن میں اسمبلی نے آزادانہ طریقہ سے وزیر اعلیٰ کو منتخب کر کے اپنا فیصلہ دیا۔ جس میں بلاشک وشبہ یعنی ایک آدھے ووٹ کا بھی فرق نہیں تھا۔ ہمارے دوست جن کا ہمیں احترام ہے جتنا ہم اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں اتنا ہی وہ بھی اپنے عوام کے اپنے حلقے کے لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں وہاں کے لوگوں نے انھیں آزادانہ طور پر ووٹ دے کر اور منتخب کر کے اس ہاؤس میں بھیجا ہے میں انھیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی طرف سے جتنی عزت و احترام ٹریژری بینچیز کی ہو گی اتنی ہی ان کی بھی ہو گی اور ان کی عزت میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ (تالیاں)

جناب اسپیکر! ہماری یہ کوشش ہو گی کہ بلوچستان کے زندگی کے ہر شعبے میں ان کو شریک کریں گے اور ان سے مشورہ لیں گے ان سے پوچھیں گے۔ اور آئندہ بجٹ کے لیئے ایک کمیٹی بھی تشکیل دینے کا ارادہ ہے اس میں ہم یہ چاہیں گے کہ اپوزیشن ممبران بھی ہوں تاکہ وہ اس کے ہر پہلو سے آگاہ ہوں۔ اور اپنی قیمتی رائے ہمیں دیں تاکہ جب اس ہاؤس میں بجٹ پیش ہو تو وہ بھی اس میں شریک ہوں ہمیں اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ وہ اس پر بولیں نہیں آپ کو اس پر بولنے کا بالکل حق ہے ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کے حلقوں کی جو ضروریات ہیں ان کو بھی

بجٹ میں شامل کرنے کی کوشش کی جائے۔ یعنی یہ جہاں تک انسانی حد تک ممکن ہو سکے۔ اسپیکر صاحب! یہ تقریر کوئی لکھی ہوئی نہیں ہے۔ کچھ پوائنٹس ہیں جناب والا! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اس بجٹ کا بیشتر حصہ خرچ ہو چکا ہے اور اس کا ایک چھوٹا حصہ باقی ہے۔ وہ بھی ایک تیار شدہ پلیٹ کے مطابق آیا ہے یعنی ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ اس میں ترمیم کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں اب بھی ترمیم ہو سکتی ہے۔ اپنی ضرورت کے مطابق تو اب بھی ترمیم ہو سکتی ہے۔ اس ہاؤس میں ایسے ممبران ہیں جو اس بجٹ کے اکثر حصہ کے خرچ کرنے میں ملوث تھے یا شریک تھے کیسے خرچ ہوا صحیح خرچ یا نہیں۔ جائز ہوا یا ناجائز اس پر ہم روشنی نہیں ڈال سکتے۔ ہم تو آئندہ کا جو بجٹ رہتا ہے۔ یعنی تین چار ماہ کا وہ ہمارے کھاتے میں آیا ہے۔ آئندہ جو حصہ رہتا ہے وہ ہمارے کھاتہ میں آیا ہوا ہے۔ ہم کوشش کریں گے۔ کہ یہاں جتنے ڈیمانڈز اٹھائے گئے ہیں کہ حتی الوسع وہ اکاموڈیٹ ہوں۔ ہم ان کو اکاموڈیٹ کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن دوسری جانب ڈیمانڈز زیادہ اور مسائل محدود ہیں ساتھ ساتھ یہ بھی مطالبہ تھا کہ فلاں شے فضول خرچی ہے۔ اور فلاں اضافی مد (ہیڈ آف اکاؤنٹ) ہے۔ اور فلاں چیز کو اس مد میں استعمال کیا جائے۔ اس کا بھی ہم جائزہ لے رہے ہیں۔

جناب اسپیکر! ہمارے ممبر صاحب جو سبی سے منتخب ہو کر آئے ہیں نے دو دن پہلے اعتراض اٹھایا تھا۔ تاہم مجھے پوری طرح یاد نہیں بہر حال ان کا مطلب یہ تھا کہ بجٹ کا معاملہ سپریم کورٹ میں ریفرنس کی صورت میں پیش تھا۔ اور ابھی تک سپریم کورٹ نے اس ضمن میں اپنی رولنگ نہیں دی ہے۔ جہاں تک میری محدود معلومات کا تعلق ہے۔ اگرچہ میں قانونی ماہر نہیں ہوں۔ البتہ اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی سپریم کورٹ میں سنٹرل بجٹ کا معاملہ گیا تھا۔ انہوں نے گورنمنٹ کو اختیار دیا تھا کہ آپ خرچ کر سکتے ہیں۔ اس بارے میں ہمارے ریفرنس پر بھی سپریم کورٹ نے اختیار دیا تھا۔ کہ آپ بھی ایک

تاریخ تک خرچ کر سکتے ہیں۔ حتمی فائنل فیصلہ تو بہر حال کورٹ نے دینا تھا لیکن چونکہ ہائی کورٹ میں اسمبلی کی بحالی کا کیس چل رہا تھا۔ اور بالفرض ہائی کورٹ اسمبلی بحال نہ کرتی تو پھر اس بارے میں سپریم کورٹ کا فیصلہ کیا ہوتا اور کورٹ کیا راستہ اختیار کرتا یہ تو بعد میں معلوم ہوتا۔ تاہم اسمبلی دوبارہ بحال ہونے کی صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ انفرکشو ہوتا۔ مزید کارروائی یعنی بجٹ پھر بھی اسمبلی نے پاس کرنا تھا۔ اسی لئے آج یہ بجٹ اسمبلی پاس کر رہی ہے۔

جناب اسپیکر! معزز ممبران کی آبزرویشنز کے بارے میں اب کچھ کہنا چاہتا ہوں

ہماری معزز لیڈی ممبر نے اراکین اسمبلی کے پریویلیج (مراعات) کے بارے میں کہا تھا کہ یہاں ہمارے پریولیجز ناکافی ہیں۔ یا کم ہیں بہ نسبت دوسری اسمبلیز کے ممبران پنجاب کے ممبران اسمبلی کے پریویلجز زیادہ ہیں ہم سے مجھے تو اس بارے میں زیادہ معلومات نہیں ہیں۔ کہ ان کو کیا مراعات حاصل ہیں تاہم جناب اسپیکر صاحب آپ تو اسمبلی کے مالک ہیں۔ لہذا میری اس بارے میں تجویز ہے کہ پنجاب سندھ اور صوبہ سرحد کی اسمبلیوں کے اسپیکرز کو ایڈریس کر کے آپ معلوم کریں کہ ان کے ممبران صاحبان کو کون کونسی مراعات حاصل ہیں اس کے بعد یہ دیکھا جائے گا کہ ان میں اضافہ یا کمی کی جائے۔ صرف یہ خیال رکھا جائے کہ ہمارے وسائل محدود ہیں اور پنجاب کے وسائل ہم سے بہت زیادہ اور وسیع ہیں۔ اس کے علاوہ لیڈی ممبر صاحبہ نے ایک دو ایشوز اور بھی اٹھائے تھے ایک تو لیاقت پارک ہے۔ جس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ پی آئی اے نے اسے ٹیک اوور کیا یا غالباً ٹیک اوور کرنے والے ہیں۔ جناب اسپیکر! پی آئی اے والوں سے دریافت کیا گیا انہوں نے بتلایا کہ پارک کے ایک کونے میں وہ ایک پلانیٹوریم بنا رہے ہیں۔ اور پارک کو ٹیک اوور کرنے کا ان کا ارادہ نہیں۔ میں نے ہدایات دی ہیں کہ آپ پلینیٹوریم بنائیں اور اگر آپ پارک کی دیکھ بھال بھی کریں تو بہتر ہو گا۔ تاہم لیاقت پارک بدستور لیڈیز کیلئے

اور بچوں کے لئے ہوگا۔ تاکہ ہماری خواتین وہاں اپنے بچوں کے ساتھ شام کو تفریح کریں۔ آٹھ دس سال کے بچے پارک میں آسکتے ہیں بلکہ پلینیٹوریم کی موجودگی میں ہمارے چھوٹے بچے وہاں علم بھی حاصل کر سکیں گے۔ ان کی معلومات میں اضافہ ہوگا۔ لہذا میں ایوان کی لیڈی رکن کو کہنا چاہتا ہوں کہ پلینیٹوریم کے بارے میں ان کے ذہن میں اگر کوئی تشویش ہے تو بے فکر دہیں۔

جناب اسپیکر! اس کے علاوہ انہوں نے وومن ڈویژن کے بارے میں فرمایا اگرچہ مجھے ابھی تک پتہ نہیں ہے کہ یہ کیا ہے اور کہاں ہے۔ غالباً یہ سیکریٹریٹ میں ہے یا تھا میں نے اس کو وہاں سے شفٹ کرنے سے اتفاق کیا ہے۔ اس کو سیکریٹریٹ سے شفٹ کرنا مناسب ہے وہاں مردوں کا جمگھٹا رہتا ہے جو پردہ دار خواتین کے لئے مناسب نہیں ہے۔ لہذا میں نے ہدایات دی ہیں کہ اس دفتر کو موزوں جگہ پر شفٹ کیا جائے۔ تاکہ لیڈیز کو دشواری نہ ہو۔

جناب اسپیکر! یہاں ذکر کیا گیا کہ افسر صاحبان کے لئے ایک کلب بنانے کیلئے دو کروڑ روپے ائیرمارک کئے گئے ہیں۔ ہمارے آفیسرز تو پہلے ہی ہٹے کٹے اور موٹے تازے ہیں۔ اچھی تنخواہ لے رہے ہیں ان کے آرام کے لئے مزید دو کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں یہ مناسب نہیں ہے۔ اس بارے میں میں نے چیف سیکریٹری کو ہدایات دی ہے کہ وہ تمام سابقہ پلان جو ان کا ہے میرے سامنے لائیں اور اس کا مزید آلٹرنیٹو یعنی نعم البدل بتائیں کہ اس پر کیا کیا جائے کونسی بلڈنگ تیار کی جائے۔ جس سے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہوسکے۔ نہ کہ ہمارے افسران صاحبان کو۔ یہ ان کے لئے نہیں ہونا چاہیئے۔ آپ تسلی رکھیں۔ جنہوں نے اس طرف توجہ دلوائی تھی میں یہ تمام چیزیں اس لئے عرض کر رہا ہوں اور ان کی مزید وضاحت آپکے سامنے پیش کر رہا ہوں جو جائز ہے ہم کریں گے۔ میں نے دو منٹ پہلے عرض کیا تھا۔ اسکیمز جو پہلے بنائی گئی

تھیں ان کے بنانے والے ہم نہیں ہیں تاہم آپ نے نقصان دہی کی ہے واقعی یہ نامناسب ہے ہم اسکو جائز طریقے سے استعمال کریں گے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ عوام کا فائدہ ہو اور عوام اور انکے نمائندوں کو فائدہ پہنچے ۔

جناب اسپیکر ! شپ بریکنگ کی صنعت کے بارے میں کہا گیا۔ میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ شپ بریکنگ کا تعلق فیڈرل گورنمنٹ سے ہے ہم صرف زمین دیتے ہیں۔ یعنی اس کے لئے ہم زمین الاٹ کرتے ہیں باقی کاروبار یعنی جو جہاز آتے ہیں کام ہوتا ہے یہ ان کی پالیسی ہے اس کی آمدنی فیڈرل حکومت کو جاتی ہے۔ ہمارے صرف ایکسائز ٹیکسز ہیں اس بارے میں معلوم ہوا کہ کئی لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ ایک زمانے میں تو کہتے ہیں تیس پینتیس ہزار مزدور کام کرتے تھے ان میں بلوچستان کے لوگوں کی تعداد کم تھی وہ اپنے باہر کے لوگ لاتے تھے ان کی اپنی لیبر فورس تھی جو باہر کے لوگوں پر مشتمل تھی۔ تاہم یہاں کے لوگوں کی تعداد بہت کم تھی ۔

جناب اسپیکر ! اس کے علاوہ یہاں اینٹوں اور شیشہ بنانے کے پلانٹس کا بھی ذکر کیا گیا یہ کیو ڈی اے کے تحت بیکار پڑے ہیں ان کا کوئی فائدہ نہیں اس بارے میں ہم نے رپورٹ مانگی ہے ہم تحقیقات کریں گے اگر واقعی یہ بیکار ہیں اور بلوچستان کو ان کا کوئی فائدہ نہیں تو ہم اسکو تبدیل کریں گے۔ اور دوسری شکل دیں گے۔ اگر یہ فائدہ دے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو چلانے میں تکلیف ہے اگر ان کے انچارج یہ چاہتے ہوں کہ اس کو تبدیل کیا جائے تو اس کو کسی اور صحیح شکل میں ہم چلائینگے۔

یہاں سینڈک کاپر کے بارے میں بھی کہا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۷۳ء میں جب میں کچھ وقت کے لئے صوبے کا گورنر تھا اس وقت سے قبل بھی یہ معاملہ چل رہا تھا۔ یہ ایک کنیڈین فرم کو دیا گیا تھا کہ وہ تحقیقات کرے اس کی کوئی رپورٹ آئی۔ مجھے اس کا علم نہیں ہے کہ وہ کیا رپورٹ تھی۔ کیونکہ میں جا چکا تھا۔ اس کے بعد ایک فرم سے

دوسری فرم کو یہ کام دیا گیا جیسا کہ یتیم بچّہ ایک سے دوسری گود اور پھر دوسرے سے تیسرے کو دیدیا جاتا ہے اور موجودہ وقت میں یہ منصوبہ چائینیز کے پاس ہے میں اس کا اب تفصیلی جائزہ لوں گا یہ ایک بہت بڑی اسکیم ہے اور فیڈرل گورنمنٹ اس میں پوری طرح انوالو ہے۔ مگر ہمارے لوگ بھی وہاں کافی مزدوری کر رہے ہیں۔ ہم اس کا جائزہ لیں گے۔ اور امید ہے کہ اگلے اجلاس میں آپ کو اس بارے میں کچھ صحیح معلومات فراہم کر سکوں گا۔ کہ یہ پراجیکٹ کس مرحلہ میں ہے۔ آیا۔ ہم آگے جا رہے ہیں یا پیچھے جا رہے ہیں۔ یا ایک جگہ میں کھڑے ہیں۔

جناب اسپیکر! طلباء کے وظائف کا کہا گیا ہے کہ وہ بہت کم ہیں۔ میں نے ابھی ابھی اپنے کاغذات کو دیکھا ہے جو مجھے دیئے گئے ہیں ان وظائف کے بارے میں جو ممبر صاحب دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی نقول ہم ان کو فراہم کر سکتے ہیں اس کے بارے میں آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہر چیز کا تعلق فنڈز سے ہے۔ فنڈز کی فراہمی کا دارومدار وظائف سے ہوتا ہے جتنی ہمارے پاس رقم ہوگی ہمارے پاس فنڈز ہوں گے ہم دے سکیں گے۔ پیسہ کم ہوگا تو آگے بھی ہم لوگوں کو کاموں کے لئے کم دے سکیں گے۔ اس کا بھی جائزہ لیں گے۔ کہ کس خرچ کو کم کریں اور یہ پیسہ بچوں کو وظیفہ کی صورت میں دیں اس کا بھی ہم مطالعہ کریں گے جائزہ لیں گے پھر آپ ممبران کو اس کی نقول دیں گے۔ اور آپسے مشورہ کریں گے۔ آپ بھی اس کو دیکھیں کہ آپ اس بارے میں ہمیں کیا مشورہ دیتے ہیں

جناب والا! تمبو کے ممبر صاحب نے فرمایا ہے کہ پٹ فیڈر کا پانی بکتا ہے اور اب بھی بک رہا ہے یہ صحیح ہے بڑے زمیندار جو پچھلے کئی سالوں سے ادھر یا قومی اسمبلی اور سینیٹ میں ممبر رہے ہیں یا چلے آ رہے ہیں۔ جو اثر ورسوخ رکھتے ہیں وہ یقیناً پانی خریدتے ہیں اور ٹیل میں پانی نہیں پہنچتا ہے اس لئے جو غریب ہیں نادار ہیں ان کو پانی نہیں ملتا ہے جو لوگ چاول کی کاشت کرتے ہیں چونکہ چاول کی کاشت میں زیادہ

پانی صرف ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے فصلات کے اس پانی کی خرید و فروخت کے بارے میں میں یہ عرض کروں گا جو بڑے زمیندار ہیں وہ حضرات ایک بڑی سیاسی پارٹی کے بھی ممبر ہیں ان کا اپنا اثر و رسوخ ہے ان کے پاس دگنا اثر و رسوخ بھی ہے جس کی وجہ سے وہ پانی چوری کرتے ہیں اور خریدتے ہیں ہم اس کی حتی الوسع کوشش کریں گے کہ یہ خرید و فروخت بند ہو۔ اور اثر و رسوخ سے پانی نہ ملے بلکہ جس کا جائز حق ہے اس کو پانی ملے۔ جناب اسپیکر! پانی کی خرید و فروخت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پانی بہت کم ہے۔ جھٹ پٹ فیڈر کا نقشہ کئی سال پہلے بنایا گیا ہے یہ ساڑھے چھ ہزار کیوسک یا سات ہزار کیوسک کے لئے تھا اور جو علاقہ زیر آب کے لئے متعین کیا گیا تھا وہ اس پانی کے مطابق بنایا گیا تھا اب تو اس میں دو ہزار کیوسک پانی ہے اس سے زیادہ پانی اس سے گزر بھی نہیں سکتا ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ سِلٹ اپ ہو گیا ہے اور کنارے بھی گر گئے ہیں اس میں مٹی اور ریت کافی بھر گیا ہے تو پانی اس سے گزر نہیں سکتا ہے اس لئے پانی بہت کم ہے اس کا کچھ سالوں سے ری ماڈلنگ ری ہیبلیٹیشن اور صفائی کا منصوبہ جاپان کی حکومت سے تھا مگر اب اس کا کچھ نہیں ہو سکا ہے۔ میں جب حال ہی اسلام آباد گیا تھا میں نے اس بارے میں پرائم منسٹر صاحبہ سے بات بھی کی تھی اور اس سے متعلق ایک نوٹ ان کو دیا تھا کہ اس وقت پٹ فیڈر کو ٹھیک کرنے اور فراخ کرنے کا منصوبہ ہے اس پراجیکٹ میں حصہ لینے والوں کے تین چار حصے ہیں اس کا ایک گروہ کوئٹہ میں ہے۔ ایک نصیر آباد میں ہے ایک کراچی میں ہے اور چوتھا بڑا حصہ لاہور میں ہے جب یہ ملک کے چاروں کونوں میں بیٹھے ہیں تو یہ کام نہیں ہو سکے گا میں نے ان کو تجویز کیا تھا کہ ان میں باہمی ربط پیدا کرنے کے لئے ایک جنرل منیجر مقرر کریں جو سائٹ پر موجود ہو اور نصیر آباد میں اس کا دفتر ہو جو وہاں کا ایک ذمہ دار افسر ہو اور موقع پر کارروائی کرے جہاں کارروائی کی ضرورت ہو تو انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ فوراً اس پر کارروائی کریں گے

اس کے بعد دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ کئی سالوں سے چلا آرہا ہے یہ کئی گورنر کانفرنسوں میں پیش ہوا۔ مگر فائنل طے نہیں ہوا۔ کہ بلوچستان کا اور دوسرے صوبوں کا کتنا حصہ ہوگا۔ جب اس کے متعلق کبھی میٹنگ ہوگی ہم اس میٹنگ میں اپنے مطالبات پیش کریں گے جو بلوچستان کا جائز حصہ ہے اس پر اصرار کریں گے۔ اور جو ملے گا اس کا آپ کو بتائیں گے حصہ بہت کم ہے ہماری دو نہریں ہیں، پٹ فیڈر اور کیرتھر، کیرتھر تو پرانی نہر ہے اور پٹ فیڈر ابھی بنا ہے۔ کیرتھر کو بھی صفائی کی ضرورت ہے وہ بھی سلٹ اپ ہوگیا ہے اس میں بھی پانی کم گزرتا ہے پانی جتنا کم گزرے گا دوسروں کو فائدہ ہے۔ ہمارا پانی ہے ہمارا حصہ ہے ہم اس کو استعمال نہیں کر پاتے ہیں۔ نہروں میں پانی گزر نہیں سکتا ہے تو نیچے صوبہ سندھ کی طرف جارہا ہے کسی اور کو اس کا فائدہ ہے۔ پرائم منسٹر صاحبہ اس میں جتنا تاخیر کریں گی تو ان کا صوبہ ہے اس کو فائدہ ہے۔

جناب اسپیکر! تمبو کے علاقے کے روڈز کا ذکر کیا گیا ہے کہ وہاں پر پختہ روڈز نہیں ہیں میرے خیال میں یہ درست ہے صرف وہاں جو چند میل پختہ روڈز ہیں وہ بھی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مگر اندرون بلوچستان تمام کی یہ حالت ہے صرف تمبو کا نہیں ہے صرف چند ایک ہائی ویز کے سوا باقی صوبے کے تمام اندرونی علاقوں میں روڈز نہیں ہیں۔ اب میں اپنے علاقے کا ذکر کرتا ہوں اتنے اہم وہاں پر تنصیبات ہیں سارا ملک اس پر چلتا ہے یعنی اس علاقے کی انرجی سے چلتا ہے وہاں کشمور سے سوئی تک چند سال پہلے روڈ بنایا گیا تھا مگر میں اس کو بھی ایک ناکارہ روڈ کہہ سکتا ہوں کیونکہ جو پہلے روڈز بنتے تھے پاکستان بننے کے وقت یا انگریز کے دور میں ویسے روڈز آجکل نہیں ہیں آجکل تو اگر ایک سرے سے آپ بناتے جارہے ہیں وہ دوسری طرف سے ٹوٹتا جارہا ہے۔ یعنی ہمارے انجینئر صاحبان ایس ڈی اوز ایکسین اور چیف انجینئر ملے ہوئے ہیں تاکہ یہ جلدی جلدی ٹوٹتا جائے وہ اس کو دوبارہ بنائیں اور پیسہ ان کی جیبوں میں آتا جائے وہ جیبیں بھرتے رہیں

اب ہم نے اس چیز کا بھی تدارک کرنا ہے کہ یہ پہلے کی طرح نہ ہو کہ روڈز بنتے جائیں۔ پیسہ حکومت کا برابر خرچ ہوتا جائے کیا مذاق بنا ہے۔ یہاں ان کا کوئی افسر صاحب بیٹھا ہو تو وہ اس امر کو تحریر کرلے کہ جو پہلے کر رہے تھے وہ ہو چکا اب میں کہوں گا کہ برائے مہربانی ایسا نہ کریں اور بلوچستان کے لوگوں پر رحم کریں ان پچھلے دس بارہ سالوں میں کافی کھایا ہے اب تھوڑا عوام کو فائدہ اٹھانے دیں۔ ان کی بہتری کے لئے بھی کچھ کریں۔ تو میں بتا رہا تھا۔ کہ ابھی چند سال ہوئے کہ کشمور اور سوئی روڈ بنایا گیا تھا سوئی سے ڈیرہ بگٹی اس سے آگے پیرکوہ وہاں پر گیس نکلی ہے وہاں روڈ کوئی نہیں ہے وہاں آپ کے پٹ فیڈر کے علاقے اور تمبو کے علاقے سے بھی کئی گنا بدتر سڑکیں ہیں۔ میں ممبر صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آکر ہمارے روڈز کی حالت دیکھیں مقابلہ کریں کہ ان کے علاقے کے روڈز بہتر ہیں یا ہمارے علاقے کے۔ سارے بلوچستان میں سڑکوں کا یہ حال ہے۔ باوجود اتنے اہم انسٹالیشن (تنصیبات) کے وہاں بھی ابھی تک روڈز نہیں ہیں اس بارے میں پچھلی ملاقات میں میں نے وزیراعظم کو نوٹ دیا تھا اور سوئی ڈیرہ بگٹی روڈ کے لئے فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس روڈ کے لئے ایک تہائی حصہ وفاقی حکومت دے گی ایک تہائی حصہ او جی ڈی سی جو وہاں گیس تلاش کر رہا ہے وہ دے گا اور تیسرا حصہ حکومت بلوچستان دے گی۔ تو ابتک ایک پائی نہ وفاقی حکومت نے دیا ہے نہ او جی ڈی سی سے آیا ہے یہ ہمارے روڈز کا حال ہے اندرونی علاقوں میں کوئی روڈ نہیں ہے اگر ہیں تو وہ ٹوٹے پھوٹے ہیں اور وہ بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمارے شہر کا یہ حال ہے اب آپ کوئٹہ شہر کو دیکھیں، ہمارا ایک میئر (Mayor) ہے۔ اس سے پہلے میونسپل چیئرمین ہوتا تھا۔ اب تو فل فلیج میئر ہے۔ میئر صاحب اگر اپنی تکالیف اور مشکلات بیان کرتے ہیں۔ ہر ایک اپنا رونا روتا ہے کہ مجھے یہ تکلیف ہے مجھے یہ شکایت ہے۔ میری کوئی نہیں مانتا میری کوئی نہیں سنتا۔ یہ نہیں ہوتا وہ نہیں ہوتا۔ یقیناً انکی بھی دشواریاں ہونگی۔ مگر کوئٹہ شہر مجھے

یا ہے ۔ پارٹیشن سے پہلے اور پارٹیشن کے بعد اس تمام ریجن میں اتنا صاف ستھرا اور اتنا بہترین شہر ہوتا تھا باوجود کہ کہ یہاں ٹین کے مکانات ہوتے تھے بجو زلزلہ پروف ہوا کرتے تھے مگر اس وقت یہ شہر بہترین ہوا کرتا تھا ۔ مگر آج یہ شہر اتنا گندا اتنا خراب ہے کہ کوئی انسان سوچ بھی نہیں سکتا ہے ان لوگوں نے تو اس زمانے میں اس شہر کو نہیں دیکھا ہوگا ۔ ہم نے اسوقت بھی دیکھا تھا ۔ اور آج بھی دیکھ رہے ہیں ۔ روزبروز اس کی حالت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے اس کی بہتری کی کوشش ہے اور شاید اس سے بھی زیادہ کوشش کریں گے تاکہ اس شہر کی حالت بہتر ہو جائے ۔ اس کے لئے ہم توقع کریں گے ، سب ہمارا ساتھ دیں گے اور ہماری مدد کریں گے ۔ جہاں کوئی خامی ہوگی ہمیں بتائیں گے اسے پوائنٹ آؤٹ کریں گے تاکہ ہمیں اس ذریعہ سے گائیڈینس (رہنمائی) ہو سکے ۔

جناب اسپیکر! پاک ایران دو ٹیکسٹائلز ملز ہیں ایک کوئٹہ اور دوسری حب میں یہ ملیں بند پڑی ہیں ۔ کچھ عرصہ سے ۔ حال ہی میں ہمیں یہ اطلاع ملی کہ گورنمنٹ چاہتی ہے خصوصاً کوئٹہ کی ملز کے لئے اس میں تقریباً چار ہزار مزدور ہیں ان کا یہ کہنا تھا کہ ایک ہزار مزدوروں کی چھٹی کر دی جائے ۔ کیونکہ وہ اَن سکلڈ یعنی جنھیں کوئی ہنر نہیں آتا ہے ۔ ان مزدوروں میں سے ایک ہزار مزدوروں کی چھٹی کر دی جائے ۔ اور اس کے لئے انہیں آٹھ دس ماہ کی تنخواہیں دیکر فارغ کر دیا جائے اور ان کی جگہ اِسکلڈ لیبر یعنی ہنرمند کاریگروں کو رکھا جائے اس پر میں نے کہا کہ نہیں ہم اس بات کو قبول نہیں کر سکتے ۔ اس لئے کہ انہیں یہاں پہ اس کی ٹریننگ دیں جس چیز کو انہوں نے چلانا ہے ۔ اس کی انہیں ٹریننگ دیں ایک دو مہینے میں اس کو چلا سکیں گے ۔ وہ تین چار سال وہاں رہیں گے ۔ اس کے لئے آپ کو کوئی اتنے بڑے سائنسدان تو درکار نہیں ہے جو کوئی اور کام نہیں کر سکتے ہیں جسکے لئے انہیں امریکہ سے پی ایچ ڈی کی ڈگری پاس کر کے آنا پڑے ۔ ایسی بات نہیں ہے اس کے لئے اسپین ماسٹر (spinnmaster) ہوتا ہے جسکو بارہ تیرہ سال کا تجربہ ہوتا ہے اور

اور یہ اسپین ماسٹر تمام مل میں ایک یا دو ہوتے ہیں باقی تو اپنر ہوتے ہیں۔ اور انکی جتنی ضرورت ہو یعنی سو دو سو چار سو کو جاب دے سکتے ہیں۔ وہاں کھپا سکتے ہیں۔ میں نے اس اس بات سے اتفاق نہیں کیا۔ دوسرا ان کا پوائنٹ تھا کہ جیسا پہلے کام چل رہا تھا اب ممکن نہیں ہے کہ ایسے ویسے ہی چلائیں۔ اب یہ ضروری ہے کہ پرائیویٹ پارٹی کو اس میں ملوث کیا جائے اور یہ ان کے حوالے کیا جائے۔ اور وہ اسے چلائیں اس پر میں نے کہا کہ وہ اس شرط پر کہ بلوچستان میں پرائیویٹ پارٹی تو ایسی نہیں ہے۔ کہ وہ یقیناً کہیں باہر سے لے گی یا چنیوٹ سے آئے گی۔ کیونکہ پاکستان میں اکثر ٹیکسٹائلز انڈسٹریز چنیوٹیوں کے قبضے میں ہیں۔ اگر چنیوٹی آئیں ٹھیک ہے مگر اس میں بلوچستان کے لوگوں کی شرکت لازمی ہے اس کے سوا نہیں۔ اس پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اس معاملے کو دیکھا جا رہا ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے ہماری بند ملوں کے بارے میں بڑھانے کے لئے کہا تھا۔ اس وقت اس پروجیکٹ پر کام شروع ہو گیا ہے۔ یعنی زمین پر نہیں بلکہ کاغذوں پر اس کا پلان تیار کیا جا رہا ہے۔ کوئٹہ کیلئے جو پائپ لائن گیس فراہم کر رہا ہے یعنی جو پائپ لائن کوئٹہ آ رہی ہے۔ اس کے راستے میں دس پندرہ میل کے اندر اندر اگر کوئی آبادی ہو اس کو آؤٹ لیٹ دے سکتے ہیں۔

دوسری پائپ لائن یعنی مستونگ کچلاک اور پشین کے لئے بھی پلان بنائے جا رہے ہیں۔ اس پر بھی کام ہو رہا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ زمین کھودی جا رہی ہے۔ وہ بھی تحقیقاتی مرحلہ میں ہے۔ اس کا بھی ہر پہلو سے جائزہ لیا جا رہا ہے۔ کیونکہ اسے پہلے پلاننگ ڈویژن میں بھیجا جاتا ہے مستونگ کے بارے میں یہ ہے کہ اس کا پی سی ون بن چکا ہے اور (approval) بھی ہو چکا ہے تیسری بات یہ ہے کہ جہاں سے سوئی گیس پائپ لائن گزر رہی ہے۔ یعنی ٹیمبل ڈیرہ جھٹ پٹ سے اس طرف سے جو پائپ لائن آ رہی ہے۔ اس کے گرد و نواح میں اگر کوئی شہر یا آبادی ہو تو اسے بھی گیس فراہم کی جا سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ایریا کے اندر اندر ہو۔ جیسے گرد و نواح اس کے بارے میں مزید بتلاؤں گا جب یہ پلان فائنلائز ہو لگے۔ افغانی مہاجرین کے بارے میں کسی صاحب نے فرمایا تھا۔ چونکہ ہاؤس میں

کافی تقریریں ہوئی ہیں ۔ مجھے یاد نہیں رہا کس نے کہا تھا اس مسئلہ کا تعلق فارن آفیرز سے ہے اور وہ مرکز کے دائرہ اختیار کے میں آتا ہے ہماری یہ کوشش ہوگی اور پہلے سے بھی یہ کوشش ہے کہ مہاجرین حضرات باعزت امن و امان سے اپنے ملک واپس چلے جائیں ۔ وہ کافی عرصہ ہمارے ملک میں مہمان رہے ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں آئے تھے تکلیف میں تھے لوگوں نے ان کی کافی تواضع کی۔ حکومت نے انکی کافی تواضع کی اب وہ وقت ہے جبکہ روسی فوج افغانستان سے واپس چلی گئی ہے ۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ انہیں مزید یہاں رہنے کی کوئی ضرورت یا جواز نہیں ہے ۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ وہ آج ہی بوریا بستر باندھ کر روانہ ہو جائیں ۔ آہستہ آہستہ جاتے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے ۔ ان کے جانے کے لئے ٹرانسپورٹ ہوگی کوئی بندوبست ہوگا اور تھوڑا یہ سردیوں کا موسم بھی نکل جائے کیونکہ ابھی مہینہ دو مہینہ ہیں لیکن بہرحال ان کے جانے کی تیاری ہونی چاہیئے اور انہیں ذہنی طور پر تیار ہونا چاہئے کہ ہمیں اپنے ملک کو واپس جانا ہے کیونکہ روسی فوج اپنے ملک کو واپس چلی گئی ہے ۔ ان کے لئے وہاں اب مزید کوئی خطرہ یا دشواری نہیں ہونا چاہیئے اس کے علاوہ یہاں پر سوئی گیس کی بھی کی گئی سوئی گیس پائپ لائن سے کوئٹہ کو گیس مہیا کیجا رہی ہے اس کے بارے میں کچھ لوگوں نے اسے مزید آگے علاقوں ہمارے ایک اور ممبر صاحب نے ژوب کیلئے کہا کہ سوئی گیس پائپ لائن وہاں لائی جائے یعنی سیدھا کھینچ کر ۔ اس وقت تو یہ ممکن نہیں کیونکہ ژوب یہاں سے دو سو میل دور ہے راستے میں کچھ نہیں ہے اس پر بھاری خرچ آئے گا اور وہاں پر سوائے چند چولہوں کے یہ گیس کوئی خاص انرجی نہیں دے سکے گی اور میرے خیال میں کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ گیس آنے سے پہلے بازار میں گیس سلنڈرز میں بھر کر مہیا کی جاتی تھی جب سلنڈر ختم ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ بازار سے دوسرا بھرا ہوا سلنڈر حاصل کر لیا جاتا ہے ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں سوئی گیس ایل پی جی کا پلانٹ تھا کراچی سے ٹینکرز میں لاکر گیس تقسیم کی جاتی تھی میں نے اس بارے میں معلومات حاصل کی ہیں ۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ اس پلانٹ کے پرزہ پارٹ علیحدہ کر کے سوئی گیس کا جو پلانٹ ہے اس میں اس میں استعمال کیا گیا ہے اور اب سیمنٹ کا ایک خالی ٹینکر رہ گیا ہے یعنی اس کی مشینری وغیرہ کچھ باقی نہیں ہے اور یہ اور جگہوں پر استعمال ہو گیا ہے ۔

جناب اسپیکر! لیویز کے بارے میں میرے خیال میں منتخب نمائندہ صاحب تمبو نے کہا تھا کہ ایک سو چالیس لیویز کے افراد کو تمبو میں برخاست کر دیا گیا ہے نہ صرف اس جگہ بلکہ کچھی اور دیگر جگہوں بھی ایسے معاملات میرے پاس آئے ہیں میں نے لیویز سروس کی بھرتی کے طریقۂ کار بوطھولی کی جگہ کن کو لیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ کے بارے میں فائل منگوائی ہے۔ میں اس کو اسٹڈی کر کے ذاتی طور پر آپکو اطلاع دے دوں گا یا اسمبلی کے اگلے اجلاس میں آپکو بتلائیں گے۔

جناب اسپیکر! نئے جیلز کے بارے میں میرے خیال میں دو ممبر صاحبان نے اعتراض کیا تھا۔ جناب والا! مجھے یاد ہے غالباً ایوب خان کا زمانہ تھا میں بھی اس وقت جیل میں تھا تو اس وقت کے وزیر جیل خانہ جات نے بیان دیا جو اخباروں میں آیا کہ جی ہم پاکستان کو جیلوں کے بارے میں خود کفیل بنا دیں گے۔ میرے خیال میں جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں ایک وزیر صاحب کا کچھ ایسا ہی بیان آیا تھا کہ ہم پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک جیلوں کا جال بچھا دیں گے تاہم میں عرض کر دوں گا کہ نئے جیل نہیں بنائے جائیں گے ہمارا جیلوں کے معاملے میں ہمارا خود کفیل ہونے کا کوئی ارادہ نہیں ہے ایک ممبر صاحب تو حال ہی میں جیل سے رہا ہو کر آئے ہیں ان کو جیل خانوں کا زیادہ بہتر علم ہو گا وہ اس بارے میں زیادہ واقفیت رکھتے ہیں ہونگے۔ جیلوں میں ہمارے مجرم رکھے جاتے ہیں جب جرائم بڑھتے ہیں تو زیادہ لوگ جیلوں میں جاتے ہیں ایک جیل اگر دو ڈھائی سو آدمیوں کی جگہ ہو گی اور آپ وہاں پانچ سو آدمی بند کر دیں گے تو یہ لازماً قیدیوں کے لئے تکلیف دہ ہو گا اسطرح ایک یا دو آدمیوں کی جگہ میں باقی پانچ یا چھ ٹھونس دیئے جائیں۔ تو وہ ایک دوسرے پر چڑھے ہونگے جیسے جیسے آبادی بڑھ رہی ہے جرائم بھی تاہم ہم نئے جیل نہیں بنا رہے۔ بیرکس بنا رہے ہیں انکی کنڈیشن بہتر بنا رہے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب جیلوں میں چکی پیسی جاتی تھی۔ بڑے بڑے پتھر توڑے جاتے تھے لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اب بہتر ہیں۔ لیکن ہمارے جیل خانے آج کل منشیات کے اڈے بنے ہوئے ہیں وہاں کھلے بندوں منشیات کا سودا ہوتا ہے ہمیں اس کا تدارک کرنا ہے وہاں بیرکوں میں پنکھے وغیرہ لگائیں گے۔ جناب اسپیکر! یہ ہم اپنے لئے کر رہے ہیں کیونکہ پہلے بھی ہمارا مقام

وہی تھا۔ ممکن ہے آئندہ بھی ہمارا مقام وہی ہو اگر ہم اپنے لئے کچھ نہ کریں تو جناب اسپیکر یہ زیادتی ہے ہم اپنے ان جیلوں کو ذرا بہتر کنڈیشنڈ بنا رہے ہیں میرے خیال میں یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر! ایک تکلیف دہ امر جو میرے لئے ذاتی طور پر واقعی تکلیف دہ ہے اور ممکن ہے آپ کے لئے بھی ہو۔ وہ ہے ایم پی اے فنڈ اور ایم این اے فنڈز میں خورد برد اور بے جا استعمال۔ فنڈز کا یہ بے جا استعمال اور خرد برد کیسی بے دردی سے کیا گیا کچھ فائلیں تو میری پاس آئی ہیں میں حیران تھا کہ ان پر کیا احکامات لکھوں کیونکہ اس میں بڑے بڑے لوگوں کے نام آتے ہیں۔ یہ حضرات مختلف علاقوں کے ممبرز رہے ہیں اور اب بھی بعض ان میں سے اسمبلی کے ممبر ہیں۔ بہرحال میں نے ان سب پر نوٹ لکھا ہے کابینہ کی میٹنگ میں معاملہ پیش کیا جائے اور سوچ وفکر اور باہمی مشورہ سے کوئی فیصلہ کیا جائے۔ اس لئے کہ میں اکیلا کچھ نہیں کرسکتا۔ اور یہ مناسب بھی نہیں ہے کہ میں اپنی طرف سے کوئی قدم اٹھاتا کیونکہ یہ ہمارے بھائی ہیں اسی ملک کے رہنے والے ہیں افسوس کی بات ہے کہ باوجود اس کے خزانے ان کو کافی دیا تھا مگر انہوں نے اس بیدردی سے اس فنڈ کا بیجا استعمال کیا۔ واقعی افسوس کی بات ہے زیادہ تر اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔ بعض معاملات کی انکوائری ہو چکی ہے۔ ان کی رپورٹس آئی تھیں اور باقی جو مکمل ہوگی اس کو ہم کابینہ کے سامنے پیش کریں گے۔ جناب اسپیکر! میں دوبارہ افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ ابھی چند دنوں پہلے ایک فائل میرے پاس آئی تھی جس میں کافی فنڈز غائب ہیں کافی روپیہ غائب ہے اس کا کوئی سراغ یا کوئی نشانی نہیں مل رہی بہرحال ہم پیچھا کر رہے ہیں جیسے پیراکی چور کے پاؤں کے نشانات تلاش کرتا ہے کئی جگہ تو پاؤں کے نشان بھی نہیں ہیں۔ بالکل غائب ہیں۔

جناب اسپیکر! سوشل سروس سپیشل فنڈ جو چیف منسٹر اور گورنر صاحب کے لئے ہوتا ہے اس میں تین کروڑ روپے کی رقم تھی۔ پچھلے دو چیف منسٹرز سابقہ دور کے دو حضرات میر ظفر اللہ خان جمالی اور جسٹس خدا بخش مری صاحبان کے دور میں تین کروڑ روپے میں سے میرے حصہ میں صرف اڑتالیس

ہزار روپے بچ گیا ہے تاکہ میں کسی کو دے سکوں یہ تین کروڑ اس سال پچھلے سال اور آئیندہ سال کے لئے تھا۔ تاہم مجھے یہ علم نہیں یہ کس کو دے دیا گیا میں نے کوشش کی کہ رجسٹرز دیکھوں فائلیں دیکھوں کہ کہاں گیا کس کو دیا۔ کچھ نام ملے ہیں مثلاً گرانٹ ان ایڈ ڈھائی لاکھ روپے گرانٹ ان ایڈ تین لاکھ روپے۔ گرانٹ ان ایڈ ڈیڑھ لاکھ روپے پتہ نہیں گرانٹ ان ایڈ کا کیا مطلب ہے میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مفت کا پیسہ ہے جیب میں ڈالو اور رواں ہو جاؤ۔

اس کے علاوہ دوسرا ایک ہیڈ آف اکاؤنٹ تھا جس کے مطابق حضرت الف کو ٹیوب ویل بور کرنے کے لئے دو لاکھ روپے دیئے گئے۔ پھر ایک کاغذ میں ہے کہ محکمہ کو بھی حکم ہے کہ حضرت الف کو مفت ٹیوب ویل لگوا کر دو ٹیوب ویل تو ایک ہے لیکن وہاں محکمہ کو بھی حکم ہے کہ حضرت الف کو محکمہ کی طرف سے ٹیوب ویل لگا دو وہ لگا رہے ہیں یہ میری سمجھ سے بالا تر ہے ممکن ہے محکمہ نے کچھ حصہ دیا ہوگا بہرحال اس کی تحقیقات کے لئے بھی ہم صحیح طور پر کوشش کر رہے ہیں اور اگر ہمیں اور محکموں سے صحیح جواب ملے تو مزید آپ کو اس بارے میں بتائیں گے اس کے ساتھ ساتھ کچھ اور مدات میں بھی ہمارے پاس فنڈز تھے ان سب کو بھی بتانا مناسب نہیں ہے یہ بہت بڑی رقم تین کروڑ کی تھی جس کا میں نے ذکر کیا ہے کافی اور رقم بھی دی گئی ہیں رسیدات میں تو یہ ہے کہ ہم نے ڈسبرس کر دیا ہے یعنی رقم آگے تقسیم کر دی گئی ہے کسی کو یہ رقم تقسیم ہوئی کوئی نام نہیں ہے اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے ہم نے محکموں سے دریافت کیا ہے اس کا کوئی نشان نہیں ہے۔ کوئی پتہ نہیں ہے کہ وہ کیسے گیا کہاں گیا اگر گیا بھی تو اس کا کوئی پتہ نہیں ہے بس یہ دو تین مہینوں میں ہو گیا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی یہاں کی داستان تھی جو میں نے بیان کی ساری باتیں تو بتائی نہیں جاتیں کچھ میں نے اس رقم کا خاکہ بتایا ہے۔

جناب اسپیکر! ہمارے تمبو کے ایک ممبر صاحب نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا کہ ہمارے پھیلی کے اکیس کسانوں کو گرفتار کیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے بٹائی دینے سے انکار کیا ہے آپ سب جانتے ہیں اور آپ میں سے اکثر زمیندار ہیں بڑے زمیندار تو خود کاشت نہیں کرتے

ہیں اور بیل کی دم کو پکڑ کر ہل نہیں چلاتے ہیں یعنی وہ بزگر کاشتکار اور ہاری رکھتے ہیں جو وہاں انکی زمینوں پر کام کرتے ہیں اور ان کی بٹائی کا حصہ مقرر ہے کہ اتنا حصہ زمیندار کا ہے اتنا حصہ کاشتکار کا ہے ۔ البتہ کچھی کی حقیقت کچھ اس سے جدا ہے جو یہاں بیان کی گئی ہے ۔ یہ علاقہ ہمارے نزدیک ہے اس لیے میں اس کے متعلق کچھ جانتا ہوں ۔ کئی سو سال پہلے جس کو ہم کچھی کہتے ہیں اس علاقے پہ کلہوڑہ جو سندھ کے تھے وہ یہاں پر حاکم تھے انکا ادھر بھی راج تھا ان کا حصہ تھا وہ یہاں سے اپنی بٹائی اور حصہ لیتے تھے ہمیں پورا علم نہیں ہے ان کا کتنا حصہ تھا ۔ خان قلات شہید عبداللہ خان کے زمانے میں جنگ ہوئی اس زمانے خانصاحب شہید ہوئے اور ان کے ساتھ جو اکثر بہادر تھے کمانڈر تھے مینگل، شاہوانی، زہری، بزنجو تھے جن کا مجھے پورا پورا علم نہیں ہے کہ وہ کون کون تھے ان میں سے کئی شہید ہو گئے کئی سردار کمانڈر اور لیڈر اس جنگ میں شہید ہوئے تو ان کے خون بہا کے عوض یہ علاقہ ان کے وارثوں کو ملا اور اس وقت سے چلا آ رہا ہے اور اس کے بعد جو وہاں خان بنے تھے انہوں نے تقسیم کر دیا کچھ اپنے لیے رکھا پھر مختلف قبائل میں جتنے لوگ انکے شہید ہوئے یا جتنے مارے گئے ان کو دے دیا اور یہ علاقہ ان کے پاس چلا آ رہا ہے ۔ پھر اس کے بعد جب بندوبست اراضی ہوا یہ زمین ملکیت دکھایا گیا ہے نہ کہ جاگیر ۔ حالانکہ کل یہ کہا گیا تھا کہ یہ جاگیر ہے اس پر کافی لے دے ہوئی جھگڑا ہوا کافی وہاں ہنگامہ ہوا میں اس کے متعلق علم رکھتا ہوں یہ ہمارے ہمسائے ہیں چھتر بلیدی کا علاقہ ہے کیس آخر سپریم کورٹ تک گیا سپریم کورٹ نے مینگلوں کو زمین کا مالک قرار دیا ۔ نہ کہ جاگیردار ۔ اور اس علاقے کے بزرگوں کو حکم دیا کہ وہ بٹائی دیتے رہیں ۔ مگر اس آرڈر کے بعد کئی بزرگوں نے اعتراض کیا اور بٹائی دینے سے انکار کیا گرفتاری ہوئی جیل میں گئے پھر اس وقت کی حکومت نے فیصلہ دیا کہ یہ بٹائی مینگل براہ راست نہ لیں کیونکہ جھگڑا پیدا ہو سکتا ہے ۔ ڈپٹی کمشنر کو حکم دیا گیا کہ وہ جاموٹوں سے بٹائی وصول کریں اور مینگلوں کو ان کا حصہ دیں جو کہ شرح بیس فیصد بٹائی کا حصہ ہے وہ دیتے آ رہے تھے ۔ اب جو وہاں تازہ الیکشن

ہوئے۔ یہ بھائی الیکشن جو میر ظفر اللہ خان جمالی نے قومی اسمبلی کی سیٹ خالی کی تھی اس وقت ہماری پارٹی کے بھی وہاں پہ ایک امیدوار ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ تھے اور اس ضمنی انتخاب میں ایک امیدوار پیپلز پارٹی کے تھے اور دوسرے ایک رکن اسمبلی جو اس صوبائی اسمبلی کے ممبر ہیں اور یہاں بیٹھے ہیں یہ حضرت اس علاقے میں گئے اور جاموٹوں کو اعلان کیا کہ بے نظیر صاحبہ کی طرف سے اعلان ہے کہ آج کے بعد بٹائی ختم ہے زمین تمہاری سب کو جواب دو کہ بٹائی نہیں دیتے ہیں اور اس کے لیئے ہم ذمہ اٹھاتے ہیں انہوں نے کہا واہ واہ۔ ہم تو بٹائی وغیرہ سے آزاد ہوگئے ہیں اور زمین ہماری ہوگئی ہے۔ تو اب جب حسب دستور ڈپٹی کمشنر نے وہاں غلہ بٹائی کے لئے بھیجا اکثر لوگوں نے تو بٹائی دے دیا کئی نے بٹائی دینے سے انکار کیا کیونکہ ان کے دماغ میں یہ ڈالا گیا تھا کہ بے نظیر صاحبہ نے ہمیں آزاد کردیا ہے جیسے ان کے والد مرحوم نے سٹشک کا اعلان کیا تھا۔ جناب والا! سٹشک اور چیز ہے بٹائی اور چیز ہے دونوں جدا چیزیں ہیں بس یہاں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے شوشہ ڈال دیتے ہیں جیسے پہلے سٹشک ختم ہوگیا کہ یہ بھی سٹشک ہے ختم ہوگیا جب انہوں نے بٹائی دینے سے انکار کردیا تو ڈپٹی کمشنر نے انکو جیل میں بھیج دیا اب جو جیل میں بند ہیں ان کے ساتھ بات چیت ہو رہی ہے انہوں نے بھی کہا کہ ہم نے غلطی کی ہے کہ یہ غلط نعرے لگائے گئے تھے۔ مگر ہم بٹائی دینے کے لئے تیار ہیں ہمیں چھوڑا جائے جونہی ان کا تصفیہ ہوتا ہے ہم ان کو چھوڑ دیں گے۔ وہ اپنی بٹائی دیتے رہیں ہمیں ان کو جیل میں رکھنے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے نہ تسلی ہوتی ہے نہ کوئی ہمیں تقویت پہنچتی ہے۔ ہمارے ہی لوگ ہیں البتہ انہوں نے غلط کیا تھا جو وہ اب مان رہے ہیں۔ ایک اور بھی چیز ہے اس ضمنی انتخاب میں ہوئی جس کا یہاں تعلق تو نہیں ہے صرف اطلاع کے لئے میں بتا دینا چاہتا ہوں اس پولنگ کے دن اسی پھلیجی کے مقام پر کہ وہاں کے اسسٹنٹ پریذائیڈنگ افسر اور ایک پولنگ افسر پرچی ووٹ کی کاٹ کر مہر لگا کر ڈبے میں ڈال رہے تھے تو ہمارا جو ایجنٹ بگٹی وہاں بیٹھا تھا اس نے وہاں

فوراً ہاتھ سے پکڑ لیا وہ پرچی اس شخص کے ہاتھ میں رہی جیسے چور کو موقع پر سامان کیساتھ پکڑ لیا جاتا ہے فوراً تحصیلدار کو بلا گیا اس نے موقع پر تصدیق کی جو مہریں لگا رہے تھے انہوں نے بھی اپنا جرم تسلیم کیا وہ گرفتار ہو گئے ڈپٹی کمشنر آدھی رات کو آئے انہوں نے بھی تصدیق کیا یہ تمام کاغذات لا کر ان پر مقدمہ چلا دو ممبر صاحبان ایک قومی اسمبلی کے اور دوسرے ہمارے ایم پی اے صاحب ہیں انہوں نے ڈپٹی کمشنر اور کمشنر پر بہت اثر ڈالنے کی کوشش کی ان کے علاوہ ایک اور ممبر صاحب نے بھی اثر ڈالنے کی کوشش کی کہ ان کو چھوڑ دو مگر انہوں نے کہا کہ میں کیسے چھوڑ دوں یہ معاملہ سب کے سامنے آگیا ہے یہ چوری ثابت ہو گئی ہے خود قبول کیا ہے کہ ہم نے یہ کام کیا ہے مگر ان تمام کوششوں کے باوجود ان کو چھ چھ مہینے کی سزا ہو گئی یہ بھی اس علاقے کی اس حلقے کی کارکردگی ہے ۔

جناب اسپیکر! میرے خیال میں تقریر لمبی ہو گئی ہے آخر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن میں نے وزیراعلیٰ کا حلف اٹھایا تھا اس کے بعد میں نے پریس کو خطاب کیا اس میں میں نے چھ پوائنٹ کا ذکر کیا ہے معاف کیجیئے ان چھ پوائینٹ کا شیخ مجیب کے چھ پوائنٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ محض ایک چانس ہے ۔ کہ چھ پوائنٹ بن گئے ہیں جو میں نے اس وقت کہا تھا میں نے ان باتوں کو یہاں بھی دہرا دینا چاہتا ہوں ۔ میرا پہلا پوائنٹ تھا انصاف جناب والا! اس ہاؤس میں سب کے ساتھ ایک جیسا انصاف ہو گا میری کوشش ہو گی کہ انصاف سب کو مکمل اور اور بغیر فرق کے حاصل ہو ۔ ہر ایک کو انصاف جلد اور سستا مہیا ہو دوسرا میں نے کہا تھا کہ فرم ایڈمنسٹریشن اس کا تعلق ان حضرات کے ساتھ ہے جو اس باکس میں بیٹھے ہوئے ہیں یعنی مضبوط ایڈمنسٹریشن ۔ جہاں کرپشن نہ ہو اور لاء اینڈ آرڈر کو صحیح معنوں میں قائم کیا جائے گا ۔ جہاں اس سے پہلے لاء تھا نہ آرڈر تھا ۔ ہمارے بچے سالہا سال تعلیم سے محروم رہے انہیں تعلیم نہیں ملی ہماری سوسائٹی ایک نصف تعلیم یافتہ سوسائٹی میں بٹی جا رہی ہے ۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ڈرگ یعنی منشیات کا تعلق ہے اسے بیچنا ۔ لے جانا اور ٹرانسپورٹ کرنا یعنی تمام چیزیں ۔

اس کے علاوہ ہماری کوشش ہوگی کہ ایک وسیع پیمانے پر ڈویلپمنٹ ہو اس کے لیے ہم کوشش اور جدوجہد کریں گے سارے بلوچستان میں ہمارے سیاسی لوگ اور ایڈمنسٹریٹر اور منسٹر کو اسطرح رخ دیں گے تاکہ ڈویلپمنٹ ہو سکے زیادہ سے زیادہ یہاں کی ترقی کو موثر بنائیں تاکہ لوگوں کو اس سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ ڈھیلاپن اور سستی ہم برداشت نہیں کرنا چاہتے یعنی ہمارے افسر صاحبان کچھ ایسے ہوں جو طبعاً سست ہوں۔ کیونکہ کوئی انسان زیادہ چست ہوتا ہے اور کوئی زیادہ سست ہوتا ہے وہ تھوڑی ہمت کریں تھوڑی کوشش کریں پہلے سے زیادہ چست ہوجائیں۔ اور چستی سے کام کریں۔ کیوں کہ یہ نہ آپ کا ذاتی کام ہے اور نہ میرا ذاتی کام ہے بلکہ یہ عوام کا کام ہے لوگوں کا کام ہے اس کے علاوہ خود مختاری کی بات ہے اس کے بارے میں آئین میں دیا گیا ہے۔ اسے اپنا حق سمجھیں گے۔ اس کے لیے کسی گفتگو اور کسی قسم کی سوچ بچار کی ضرورت تو ہے نہیں۔ وہ تو ہمارا حق ہی ہے جو آئین میں دیا گیا ہے۔ اس میں ہم کوئی مداخلت بھی پسند نہیں کریں گے اور نہ اس خود مختاری میں کسی اور کی مداخلت قبول کریں گے۔ اس کے بعد میں آپس میں بھائی چارہ اور خوش خلقی کی بات کروں گا۔ اس کی روشنی میں ہم کوشش کریں گے کہ بلوچستان سوسائیٹی میں جتنی قومیتیں ہیں یعنی قومیں فرقے اور مذاہب ہیں ان سب کا آپس میں ایک بھائی چارہ ہو۔ کوئی فرق محسوس نہ کرے کہ یہ ہندو ہے یا کرسچن یا فلاں ہے یا پھر یہ کہا جائے کہ یہ پٹھان ہے وہ بلوچ ہے یہ پنجابی ہے میں یہ کہوں گا کہ ہم ایک ہی سوسائٹی ہیں بلوچستان میں جو لوگ آباد ہیں چاہئے وہ پنجاب سے آکر آباد ہوئے ہوں یا صوبہ سرحد سے یا صوبہ سندھ سے آکر آباد ہوئے ہوں انہوں نے یہاں آکر اسے اپنا وطن بنایا ہے وہ یہاں کے نفع نقصان میں ایک ہیں اور مرگ زیست میں بھی ایک ہیں اور اس میں ان کا برابر کا حصہ ہے بغیر کسی فرق کے اور پھر ہے اوپن سوسائٹی۔ یہ سوسائٹی تمام بلوچستان کے لیے بند نہ ہو محدود نہ ہو کھلی ہوئی ہو کوئی جہاں چاہے جائے آپس میں میل ملاقات ہو۔ کوئی محدود نہ ہو کوئی بندش نہ ہو ایک دوسرے کے علاقے میں جاتے آتے رہیں تاکہ ہمارے لوگ جو کچھ سمجھدار ہیں اور ہونہار

ہیں وہ آگے آ سکیں اور آگے بڑھ سکیں۔ اور ہمارے لئے کام کر سکیں۔

آخر میں اسپیکر صاحب کا شکریہ ادا کروں گا کہ آپ نے مجھے اتنا وقت دیا میں تو سمجھتا تھا کہ میری تقریر مختصر ہو گی مگر یہ تقریر کچھ لمبی ہو گئی اس کے لئے میں معذرت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔ (تالیاں)۔

جناب اسپیکر:- اراکین اسمبلی اور معزز مہمانان گرامی قائد ایوان جناب محمد اکبر خان بگٹی کی تقریر کے بعد میزانیہ ۸۸-۱۹۸۹ء پر تقاریر بخیر و عافیت اختتام کو پہنچیں کل کا ایجنڈا میزانیہ سال ۸۸-۱۹۸۹ء پر رائے شماری کے بارے میں ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ آئندہ لکھی ہوئی تقریر ایوان میں نہ کیا کریں بلکہ پوائنٹس کی مدد سے تقریر کیا کریں۔ شکریہ۔

اب ایوان کا اجلاس کل صبح گیارہ بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(دوپہر ایک بجکر پینتیس منٹ پر اسمبلی کا اجلاس اگلی صبح (سہ شنبہ) مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۸۹ء گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)